نئی اُردو

اُردو کی جدید، جامع اور متحرک صورت

مظہر الحق

نئی اُردُو

یعنی

اُردُو کی جدید، جامع اور متحرک صُورت

از

مظہرالحق

Aïn-e-nö se darna, tärz-e kohan pe aя na,
Mänzil yehi käthän hä qömo ki zin 8 agy meн.

--Allama Dr. Iqbal

بک لینڈ 17 اردو بازار لاہور فون 7311678

ناشر : مصنف

فروخت کنندہ : بک لینڈ 17 اردو بازار لاہور

تاریخ اشاعت : 1997ء

فہرست ابواب

پیش لفظ

اس کتاب میں میری بنیادی غرض (Concern) ہمارے ملک اور معاشرہ کی ترقی (Development) اور خوشحالی سے ہے۔ یعنی یہ کہ پاکستان کو کس طرح اقتصادی' معاشرتی' تمدنی اور تعلیمی ترقی دی جائے تاکہ ہمارا ملک اور معاشرہ خوشحال اور ترقی یافتہ بن جائیں۔ اس ضمن میں میرا مشاہدہ ہے کہ ہمارے ملک میں ترقیاتی مفکر (Development Thinkers and Planners) اور ان کے نظریات اپنی سوچ' ارادے اور منصوبہ بندی کو صرف انگریزی زبان میں بیان کرتے ہیں۔ مگر یہ سوچ' نظریات اور منصوبہ بندی صرف انگریزی دان طبقے تک محدود رہتے ہیں۔ جن کی تعداد ہمارے ملک کی کل آبادی میں بمشکل تمام 20 فی صد ہوگی۔ جبکہ پاکستان کی 80 فیصد آبادی اس سے نابلد اور شراکت سے محروم رہتی ہے۔ اس لئے میرا کا خیال بلکہ عقیدہ ہے کہ پاکستان کی صحیح اور کامیاب ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ترقیاتی سوچ' نظریات اور منصوبہ بندی کو ہماری قومی زبان اردو میں بیان کیا جائے' جسے ملک کی کل آبادی باآسانی سمجھ سکتی ہے۔

مگر یہاں ایک دقت پیش آتی ہے۔ جب ترقیاتی مفکر انگریزی کی بجائے اردو میں سوچنے لگتا ہے تو اس کی سوچ محدود اور سطحی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ اردو ایسی پسماندہ اور کم مایہ زبان ہے کہ اس میں ترقیاتی سوچ اور منصوبے اور جدید علمی و سائنسی تھیوریوں اور مسائل بیان کو کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ اس وجہ سے میں نے اس کتاب میں اردو کی ایک نئی صورت پیش کی ہے جو اردو کے

نقائص اور کم مائیگی سے پاک ہوگی۔ اس کو میں نے نئی اردو کے نام سے موسوم کیا ہے۔ نئی اردو کیا ہے؟ یہ کس طرح انگریزی کے ہم پلہ زبان بن سکتی ہے؟ اس میں کس طرح زمانہ جدید کی ترقیاتی خیالات علمی و سائنسی نظریات اور چیلنجوں کو کماحقہ پورا کرنے کی صلاحیت ہوگی؟ میں نے ان اور ایسے تمام سوالوں کے جواب اس کتاب میں پیش کئے ہیں۔

یوم آزادی
23مارچ 1997ء

مظہرالحق

باب 1

زبان اور معاشرہ کا باہمی عمل اور اس کے نتائج

زبان آوازوں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ یہ آوازیں' لفظوں' محاوروں اور اصطلاحات کی صورت میں بولی یا لکھی جاتی ہیں جو خیال یا تصور کی صورت میں ذہن میں آتے ہیں۔ ان میں کچھ سمجھنے اور سمجھانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ لفظ' اور اصطلاح کا اشارہ کسی چیز' حالت' عمل' واقعہ وغیرہ کی طرف ہوتا ہے جو اس کے معنے ہوتے ہیں۔ خواہ وہ چیز عمل یا حالت وغیرہ حقیقی' فرضی یا غیر مرئی ہو' جب تک اس کو لفظ یا اصطلاح یا محاورہ کی صورت میں بولا یا لکھا جاتا ہے وہ زبان کا حصہ ہے۔ معنی کو دو چیزیں متعین کرتی ہیں۔ اول معاشرہ یعنی وہ لوگ جن میں بامعنی آوازیں بولی یا لکھی جاتی ہیں۔ دوم وہ شخص جو بامعنی آواز زبان سے ادا کرتا ہے یا لکھتا ہے یا اپنے ذہن میں سوچ رہا ہے۔ پس زبان کے دو مقصد ہوتے ہیں۔ اول کسی چیز یا حالت کو سوچنے میں مدد دینا۔ یہ انفرادی عمل ہے۔ دوم' اپنی سوچ اور خیالات کو بول کر یا لکھ کر دوسروں تک پہنچانا۔ یہ اطلاعاتی (Communicative) اور معاشرتی عمل ہے۔

زبان (یعنی بول چال) اور معاشرے کے باہمی عمل سے الفاظ' اصطلاحات اور محاورے (اور کہاوتیں) وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا زبان تین طرح کے الفاظ' اصطلاحات اور محاوروں پر مشتمل ہو سکتی ہے۔

اول' عام الفاظ اور محاورے۔ یہ روزمرہ کے معاشی کاموں' دوسری

ضروریات، خاندانی اور معاشرتی اقدار، تعلقات اور معاملات کو بیان کرتے ہیں۔ یہ ہر زبان اور معاشرہ میں خودرو طور پر استعمال میں آتے ہیں۔ اور بسا اوقات لاشعوری طور پر وجود میں آتے ہیں، ایسے ہی جیسے گاؤنوں میں پگڈنڈیاں بن جاتی ہیں۔ دوم، متحرک اور تکمیلی (dynamic and achieving) الفاظ، اصطلاحات اور محاورے۔ یہ پیداواری اور تخلیقی محنت اور عمل، معاشرتی تغیر، بڑھوتری اور ترقی، مہم جوئی اور عملی تکمیل اور دیگر کارناموں اور کمالات کو بیان کرتے ہیں۔ یا بطور علامت (Symbol) استعمال ہوتے ہیں۔ ان کو شاعر، ادیب اور دوسرے مصنفین، مذہبی سکالر (علماء) اہل فن و حرفت، فلسفی اور دوسرے تفکری عالم اور دانشور اختراع کرتے ہیں۔ خودرو زبان کے برعکس، یہ الفاظ، اصطلاحات اور محاورات انسانی فکری کاوش، محنت اور لگن کی بناء پر وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا یہ ترقی پسند اور متحرک معاشروں میں سوچے جاتے اور استعمال ہوتے ہیں۔ بلکہ ان کی وجہ سے معاشرہ بھی ترقی پسند اور ترقی یافتہ بن سکتا ہے۔ ان میں بیشتر الفاظ اصطلاحات اور محاورے عام استعمال میں بھی آجاتے ہیں۔ سوم، سائنسی اور ٹیکنیکل اصطلاحات، جو سائنسی تھیوریوں اور ٹیکنیکل ایجادات، اوزار، مشینوں اور ضروریات کو بیان کرتے ہیں۔ ان کو سائنس دان، موجد اور ٹیکنیکل ماہرین اور کاریگر اختراع کرتے اور استعمال کرتے ہیں، مگر ان میں متعدد اصطلاعات عام استعمال میں بھی آجاتی ہیں۔ یہ بھی ترقی پسند اور متحرک معاشروں میں رائج ہوتے ہیں۔ اور ان کو سائنٹفک اور ٹیکنالوجیکل معاشرے بناتے ہیں۔ ان کے برعکس، متحرک الفاظ، اصطلاحات اور محاورے اور سائنسی

اور تکنیکی، اصطلاحات انحطاط پذیر اور جمود زدہ معاشروں میں ناپید ہوتے ہیں۔

بہرحال اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے الفاظ، محاوروں اور اصطلاحات کو صحیح ہونا چاہئے۔ یعنی وہ اس چیز، عمل، حالات وغیرہ کو کم و بیش ٹھیک طرح بیان کرتے ہوں۔ ورنہ سوچنے والا شخص غلط سوچے گا اور دوسرا شخص یا لوگ غلط سمجھیں گے۔ جتنا سمجھنے اور سمجھانے کا عمل صحیح اور واضح ہو گا اتنی ہی زبان موثر اور فصیح و بلیغ ہوگی۔

تاہم چیزیں، حالات اور واقعات جن کو زبان بیان کرتی ہے بدلتے رہتے ہیں، لہٰذا سوچنے والے افراد اور معاشرہ کو چاہیے کہ تجزیہ کر کے ان کو یا تو نئے الفاظ، اصطلاحات اور محاوروں میں بیان کریں یا موجودہ الفاظ، محاوروں اور اصطلاحات کی اس طرح ردوبدل کریں کہ نئی چیزوں اور حالات وغیرہ کو یا ان کی نئی صورت کو صحیح طور پر بیان کر سکیں۔ اس طرح سے زبان میں الفاظ، اصطلاحات اور محاوروں کی تعداد بڑھے گی اور وہ زیادہ سے زیادہ چیزوں، حالات اور واقعات پر حاوی ہوگی اور متاثر کرے گی۔ ایسی زبان زیادہ جامع، جدید اور متحرک ہوگی۔ اس کے برعکس اگر معاشرہ اور لوگوں میں یہ صلاحیت نہیں ہوگی یعنی وہ بدلتی ہوئی چیزوں، حالات اور واقعات کو نہ سمجھیں گے اور نہ ہی ان کے لئے مناسب یا نئے الفاظ، اصطلاحات اور محاورے بنائیں گے تو ایسی صورت میں معاشرہ انحطاط پذیر اور جمود زدہ ہو گا اور اس کی زبان بھی پس ماندہ اور جمود زدہ بن جائے گی اور سوچ اور فکر کے سوتے خشک ہو جائیں گے۔ ایسے معاشرے میں نہ کوئی نئی سوچ، نئی تھیوری، نیا خیال یا نظریہ یا نیا فلسفہ اور علم پیدا کرے گا اور نہ ہی سائنس و فن

میں ترقی ہوگی۔

تاہم بعض اوقات ایسے حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں جن میں چند افراد نئے خیالات سوچنے لگیں اور اپنی زبان کو ترقی دینا شروع کر دیں۔ آج کل پاکستان میں اردو زبان بھی ایسے ہی جمود تنزل اور ترقی کے حالات سے دوچار ہے، جن کا تجزیہ ہم اگلے ابواب میں کریں گے۔

باب 2

اردو کا ماضی' حال اور مستقبل

اردو کی ابتدا کئی سو سال پہلے شروع ہوئی۔ یہ مسلمان آباد کاروں اور ان کی فارسی' عربی اور ترکی زبانوں اور مقامی لوگوں اور ان کی زبان کے باہمی عمل (interaction) اور ارتباط سے پیدا ہوئی۔ ابتدا میں یہ دہلی اور اس کے گردونواح کے دیہات اور قصبات میں بولی جاتی تھی جو سلاطین دہلی کی راجدھانی تھی۔ اس وقت یہ ہندوی کہلاتی تھی اور ہندی شاعری سے متاثر تھی۔ بعد ازاں' خاص کر سلطنت مغلیہ کے دور میں یہ فوج اور بازار کی زبان کے طور پر سارے برصغیر جنوبی ایشیا میں پھیلنے لگی۔ تب یہ ریختہ یا زبان اردو کہلانے لگی۔ اٹھارویں صدی تک یعنی مغلوں کے زوال کے دور میں یہ برصغیر کے کونے کونے میں بولی جانے لگی۔[1]

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں شاعروں نے فارسی شاعری کے اثر اور تطبیق میں اردو کو جدید شاعری کی زبان بنا دیا۔ جب انگریزوں نے مغل صوبے بنگال پر قبضہ جمالیا تو اپنے انتظامی مقاصد کے پیش نظر انہوں نے کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج میں اردو کی سرپرستی کی اور اس زبان میں کئی نثر کی کتابیں لکھوائیں اور شائع کیں۔ مگر چند سال کے بعد انہوں نے اردو کی سرپرستی ترک کر دی' بلکہ

---

1 دیکھیے فورٹ ولیم کالج تالیف پروفیسر سید وقار عظیم۔ طبع دوم صفحات ۲۱۵۔۲۲۴ اور متعدد جگہ ذکر اور حوالے

اس کی بیخ کنی کی خاطر اردو۔ ہندی تنازعہ کی داغ بیل ڈال دی۔[2] اس کے بعد 1835ء میں انہوں نے اپنے سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انگریزی کی تعلیم لازمی کر دی اور اس کو ذریعہ تعلیم اور دفتری زبان قرار دے دیا۔ اس تبدیلی کے باعث فارسی اور عربی زبانوں کا اثر و رسوخ کم ہونے لگا۔ لوگوں میں عربی اور فارسی کی بجائے انگریزی کی تعلیم زیادہ مقبول ہونے لگی۔ اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ فارسی دان طبقے قعر گمنامی میں چلے گئے' جو کبھی حکومت کرتے تھے اب ایک کہاوت کے مصداق ان کی حالت یہ تھی کہ:

پڑھیں فارسی بیچیں تیل' دیکھ رے قدرت کے کھیل

اس کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ تین چار نسلوں کے بعد ہمارے تعلیم یافتہ طبقوں پر انگریزی زبان نے کافی غلبہ حاصل کر لیا۔

شاعری اور ادب کے علاوہ اردو سائنس' فلسفہ اور جدید علوم میں ترقی نہ کر سکی۔ اگرچہ سرسید احمد خان کی سائنٹفک سوسائٹی اور بعد ازاں نظام دکھن کی عثمانیہ یونیورسٹی نے انگریزی کی علمی اور سائنسی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مگر ان کوششوں کے باوجود اردو میں جدید علوم و فنون کو فروغ حاصل نہ ہوا۔ لوگوں کے ذہن اور فکر پر انگریزی کا غلبہ بدستور بڑھتا رہا۔

یہی صورتحال قیام پاکستان کے بعد رہی۔ گو اردو کو قومی زبان قرار دیا گیا' مگر تقریباً" تمام سرکاری اور غیر سرکاری ترقیاتی' علمی اور تعلیمی کام انگریزی زبان میں ہوتے رہے اور آج تک ہو رہے ہیں۔ ان حالات نے اردو کو ایک جدید'

---

2 مذکورہ بالا۔ صفحہ ۲۱۹

جامع اور متحرک زبان بننے سے مانع رکھا اور اس کے حال کو مخدوش اور مستقبل کو تاریک بنا دیا ہے۔ بہرکیف ہم بعد ازاں ایک ایسی جدید' جامع اور متحرک (Dynamic) زبان کا تصور پیش کریں گے جس کو ہم نے نئی اردو کے نام سے موسوم کیا ہے' جو اردو میں نئی روح پھونک دے گی اور اس کے مستقبل کو روشن اور تابناک بنا دے گی۔ مزید برآں' جلد یا بدیر نئی اردو پاکستانی قوم کے کردار' معاشرہ اور کلچر کو بھی یکسر منقلب کر دے گی۔

پیشتر کہ ہم نئی اردو کی وضاحت کریں' ہم پاکستان میں انگریزی کے غلبہ کا تجزیہ کریں گے جس نے قومی زبان ہونے کے باوجود اردو کی ترقی کی راہیں مسدود کی ہوئی ہیں' جو نئی اردو کی صورت میں ہی کھل سکتی ہیں۔

باب 3

پاکستان میں انگریزی زبان کا بڑھتا ہوا غلبہ

زبان استعمال سے بنتی اور اور ترک استعمال سے ختم ہوتی ہے:

تاریخ انسانی ہمیں بتاتی ہے کہ زبان استعمال سے بنتی ہے اور بڑھتی ہے اور ترک استعمال سے ختم ہونا شروع ہوتی ہے یعنی مردہ زبان بننا شروع ہو جاتی ہے۔ گو اردو کو روز اول سے پاکستان کی قومی زبان قرار دے دیا گیا، مگر بعض حالات کے باعث جن کا ذکر ہم ابھی کریں گے، اردو کا استعمال کم ہو رہا ہے۔ اس کے برعکس انگریزی زبان کا استعمال، جو انگریز حکمرانوں کے زمانے سے ہمیں ورثہ میں ملی ہے، پاکستان میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔

یہ انسان کا عام وتیرہ ہے کہ وہ ضرورت کے وقت سب سے آسان راستہ یعنی Line of Least Resistance اختیار کرتا ہے۔ پڑھے لکھے پاکستانیوں کو انگریزی ایک تیار بہ تیار جدید اور جامع زبان ملی ہوئی ہے، جس کو وہ سکول کالج اور یونیورسٹی کے زمانے سے بولنا اور استعمال کرنا سیکھے ہوتے ہیں۔ اس لئے جب انہیں کسی نیا مسئلہ، واقعہ یا ضرورت در پیش آتی ہے تو وہ اس کو اردو میں بیان کرنے یا اس کے لئے اردو میں نیا لفظ یا اصطلاح اختراع کرنے کی بجائے باآسانی انگریزی میں بیان کر دیتے ہیں اور اپنے خیالات کو انگریزی میں سوچنے اور لکھنے لگتے ہیں۔ نتیجتاً" ہمارے ملک میں انگریزی زبان کا اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے اور اردو قعرِ غفلت میں جا رہی ہے۔ انگریزی کے غلبہ سے مراد پاکستانی

ذہن پر انگریزی زبان کا ایسا اثر کہ اردو کے مترادف ہونے یا اختراع ہو سکنے والے لفظ' محاورے یا اصطلاح کے باوجود انگریزی کا لفظ' محاورہ یا اصطلاح کا بولنا' لکھنا یا کسی اور طور سے استعمال کرنا۔ مثلاً اردو کے لفظ "وقت" کی بجائے انگریزی کا لفظ "Time" بولنا یا فوب کی بجائے Fraud استعمال کرنا۔ یہی حال اردو کے سینکڑوں الفاظ کا ہوا اور مزید الفاظ کا ہو رہا ہے۔

اب ہم ان حالات اور وجوہات کا تجزیہ کریں گے جن کے باعث پاکستان میں اردو کی بے قدری میں اضافہ ہو رہا ہے اور انگریزی کی قدر و منزلت بڑھ رہی ہے۔

اول' حکومت کے ادارے اور محکمے : انگریزی برطانوی انڈین گورنمنٹ کی سرکاری زبان تھی' اور تمام اعلٰے اور درمیانی حکومتی اور انتظامی محکموں میں استعمال ہوتی تھی۔ جب پاکستان وجود میں آیا تو ہمارا سارا حکومتی نظام انگریزی میں چل رہا تھا۔ لہٰذا حکومتی اور دفتری زبان بدستور انگریزی رہی اور آج تک انگریزی ہی ہے۔ چونکہ دفتری زبان ٹیکنیکل زبان ہوتی ہے اس لئے اس کو آسانی سے بدلا بھی نہیں جاسکتا۔ تاہم انگریزی کا اثر ورسوخ اب بڑھ رہا ہے۔ پہلے اس کا استعمال درمیانی محکموں تک محدود تھا' مثلاً ضلعوں میں ڈپٹی کمشنر کے محکمے تک۔ اب ادنیٰ محکموں میں بھی انگریزی کا رواج بڑھ رہا ہے۔ مثلاً تحصیل اور تھانہ' جواب پولیس سٹیشن کہلانے لگا ہے۔

چند سال ہوئے پنجاب کی حکومت نے اردو میں دفتری زبان کی ڈکشنری مرتب کروائی تھی' مگر اس کو آج تک اپنے دفاتر میں رائج نہیں کیا۔ سندھ کے

علاوہ جہاں صوبائی جذبہ مقابلتاً" تیز ہے' باقی تمام صوبوں میں اعلیٰ محکموں میں کام انگریزی میں ہی ہوتا ہے' ماسوا ادنیٰ محکموں کے جن میں کم و بیش ابھی تک اردو میں کام ہو رہا ہے۔ عدالتوں کا بھی یہی حال ہے۔ اعلیٰ اور درمیانی عدالتوں میں انگریزی چلتی ہے۔ ادنیٰ عدالتوں میں اکثر فیصلے اردو میں ہی صادر کئے جاتے ہیں۔ مگر اب ان میں بھی انگریزی کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ قانون ساز اسمبلیوں میں تو کارروائی انگریزی میں ہوتی ہے۔ تقریریں انگریزی اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں میں ہوتی ہیں۔ سرکاری اعلانات انگریزی اور اردو میں شائع ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حکمرانوں کی زبان عوام کی زبان بن جاتی ہے ممکن ہے کہ کچھ مدت کے بعد پاکستانی عوام کی زبان بھی اپنے حکمرانوں کی تقلید میں انگریزی بن جائے گی۔

پاکستان کا تعلیمی نظام: انگریزوں کے دور حکومت میں 1835 عیسوی میں لارڈ میکالے کے فیصلہ کے مطابق برطانوی انڈیا کے تمام سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنادیا گیا۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد مدت تک یہی حال رہا۔ تاہم پہلے کراچی میں اور بعدازاں پنجاب کے صوبے میں کالجوں میں بعض آرٹس کلاسوں میں بی اے اور ایم اے تک اردو کو ذریعہ تعلیم بنادیا گیا۔ مگر سائنس' انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کی تعلیم تمام تر اور ایسے آرٹس کے مضامین جن میں گراف اور فارمولے استعمال ہوتے ہیں مثلاً نفسیات' معاشریات (سوشیالوجی) اور اقتصادیات' جغرافیہ اور جیالوجی کی تمام کلاسوں میں انگریزی بدستور ذریعہ تعلیم ہی رہی اور آج تک ہے۔ دوسرے صوبوں کے کالجوں اور

یونیورسٹیوں میں تو انگریزی کو چھوڑ کر اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ اس کی وجوہ صوبائی عصبیت کے علاوہ کئی اور بھی ہیں۔ مثلاً اردو میں اعلیٰ تعلیم کے لئے نصابی کتابوں کا فقدان' سائنس کے مضامین کے علاوہ بعض معاشرتی سائنسز میں بھی اردو میں تکنیکی اصطلاحات کا ناپید ہونا' کالج اور یونیورسٹی لائبریریوں میں اردو کی نصابی اور عام کتابوں کی کمی بلکہ کاملاً" فقدان' جب کہ انگریزی کی کتابوں کی با آسانی فراہمی اور کثرت ہے جو روز بروز بڑھ رہی ہے۔ ایسی صورت حال میں بھلا اردو والے کیا کریں؟ بقول شاعر

اے خدا! تیرے نیک بندے جائیں تو کدھر جائیں

ہمارے تعلیمی نظام میں انگریزی کے بڑھتے ہوئے غلبہ کا ایک بین ثبوت انگلش میڈیم سکول ہیں جن کی تعداد گزشتہ سالوں میں مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اب تو ان کی مقبولیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ شہروں کی گلی کوچوں کے علاوہ گاؤنوں میں بھی انگلش میڈیم سکول کھل رہے ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان دیہاتی سکولوں کے نام بھی بعض دیہات میں تو آکسفورڈ اور کیمبرج کے نام پر رکھا جاتا ہے ایک گاؤں میں تو سکول کا نام ہارورڈ سکول رکھا ہوا ہے۔ اس کے باوجود اس کی عمارت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ایک صاحب کے بقول ان کا سر تو آسمان پر ہے مگر پاؤں گٹر میں۔ بہرحال ملک میں اب انگلش میڈیم سکول خوب کھل رہے ہیں' فیسیں خوب موٹی موٹی وصول کی جاتی ہیں' بچوں پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا جاتا ہے اور استاد اور استانیاں ہوم ورک اتنا زیادہ دیتی ہیں کہ ماں باپ بلکہ ماں کو ہی پڑھانا پڑتا ہے۔ بعض سکولوں میں تو انگریزی پرستی اس قدر ہے کہ طالب علم کو اردو میں

بات کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ بہر حال انگلش میڈیم سکولوں کا ماحول ایسا ہے کہ ان کے بیشتر طلباء اور بعض طالبات بھی امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک جاکر پڑھنے اور بس جانے کے خواب دیکھتے ہیں اور اکثر وہاں چلے بھی جاتے ہیں۔ یہ Brain Drain کی ایسی مثال ہے جس میں تعلیم پر خرچ تو پاکستان کرتا ہے مگر فائدہ ترقی یافتہ ملک اٹھاتے ہیں۔

ہمارے تعلیمی نظام میں انگریزی زبان کے روز افزوں غلبہ کا ایک اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس کا ہمارے قومی شعور اور یکجہتی پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ جو بچے اور جوان اس نظام سے نکلتے ہیں ان کے ذہن و فکر پر انگریزی اور امریکی کلچر چھائے ہوتے ہیں اور وہ اکثر شعوری اور غیر شوری طور پر انگریزی کے الفاظ اور اصلاحات بولتے رہتے ہیں' خواہ ان کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ بعض اوقات وہ انگریزی میں بات چیت کرنے پر فخر کرتے ہیں اردو اور دوسری پاکستانی زبانیں بولنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اس رجحان کے باعث ہمارے ملک میں اردو کی بے قدری بڑھ رہی ہے۔

ذرائع ابلاغ: اگر ہمارے تعلیمی اداروں نے انگریزی زبان کو اپنے نو عمر طلبا و طالبات کے دل و دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا' تو ہمارے ذرائع ابلاغ نے اس کو ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ ان ذرائع ابلاغ میں انگریزی کے اخبار اور میگزین پیش پیش ہیں' جن کی تعداد قیام پاکستان کے بعد کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ مگر ہمارے ریڈیو اور اس سے زیادہ دلکش اور دلفوب طریقہ سے ٹیلی ویژن نے تو فلموں اور دوسرے طریقوں سے مثلاً اشتہاروں سے انگریزی زبان کو پاکستانی

گھروں کے کونے کونے تک پھیلا دیا۔ پاکستانی ٹیلی ویژن سٹیشنوں نے تو اپنی انگریزی پرستی میں اپنے اردو کے پروگرام اور ڈراموں کو بھی نہیں بخشا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں اگر انگریزی کے ایسے الفاظ ان پروگراموں اور ڈراموں میں استعمال کیے جائیں جن کے اردو میں مترادف نہ ہوں۔ مگر ظلم یہ ہے کہ پی ٹی وی ہو یا ایس ٹی این دونوں اپنے ڈراموں میں ایسے ایسے الفاظ اور محاورے استعمال کرتے ہیں جن کے اردو میں متبادل موجود ہیں۔ مثلاً "I" "excuse me" "am sorry" "thanks" "Because" وغیرہ وغیرہ۔ اس ضمن میں ایک بات قابل ذکر ہے کہ ٹی وی کے پروگراموں میں انگریزی بولنے کا شوق نوجوانوں اور خواتین میں زیادہ پایا جاتا ہے اور خواتین کی وجہ سے گھروں میں ان کے بچوں میں انگریزی بولنے کا شوق بڑھ رہا ہے۔ اس وجہ سے بعض ماڈرن گھرانوں میں انگریزی مادری زبان بن رہی ہے۔ بلکہ عام گھروں میں تو اکثر باپ کو ابا کی بجائے پاپا یا ڈیڈی اور ماں کو ماما یا ممی اور دوسرے رشتہ داروں کو انکل اور آنٹی کے انگریزی الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔

کھیل کود کے میدان: پاکستان میں کھیل کود کے میدان میں بھی انگریزی بڑے طمطراق سے آرہی ہے جس سے پاکستانی معاشرہ اور تمدن (کلچر) کے انحطاط اور جمود کا ثبوت ملتا ہے۔ سپورٹس اور گیمز کے نام تو خیر عالمی ہیں مگر افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان میں ان کے کھیلنے کے تمام طور طریقے قوائد اور تبصرے سب انگریزی میں ہی بولے اور استعمال کیے جاتے ہیں۔ کسی اردو دان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ان کے مترادفات اردو میں اختراع کرے۔ مثلاً گزشتہ کرکٹ کے

ورلڈ کپ 96ء کی تقریباً" تمام کارروائی انگریزی میں ہوئی اور تبصرے زیادہ تر انگریزی میں ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب گاؤں کا بچہ بچہ بھی کرکٹ کی اصطلاحات مثلاً ایل بی ڈبلیو' نو بال' لیگ بریک وغیرہ سے مانوس ہو گیا ہے۔ غرضیکہ ورلڈ کپ اور تقریباً ہر روز کرکٹ میچوں نے پاکستان میں انگریزی کو سیلاب کی صورت میں ملک میں پھیلا دیا ہے' جو شائد اب کبھی بھی نہیں اترے گا۔ یہی حال ہر چار سال کے بعد اولمپکس کے میچوں کا ہوتا ہے جن سے پاکستان میں طرح طرح کے انگریزی الفاظ' محاورے اور اصطلاحیں ملک کے کونے کونے میں پھیل جاتی ہیں۔ ان کا اگر اردو میں ترجمہ کیا جائے تو شاید انگریزی پرست پاکستانی تمسخر اڑائیں۔ مگر قومی شعور رکھنے والے ملک' مثلاً فرانس میں نہ صرف ہر ایک سپورٹ اور گیم کی اصطلاحات کو اپنی زبان میں بولا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی انگریزی کا لفظ استعمال کرے تو اسے سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے اس سے ان قوموں کے قومی شعور اور اپنی تہذیب و تمدن پر فخر کا ثبوت ملتا ہے' جس کا بدقسمتی سے پاکستان میں فقدان ہے۔

تفریح اور تمدن: اگر انگریزی کو کہیں کھلا میدان ملا ہے تو وہ تفریح اور شو تماشے کا میدان ہے۔ اس کی ایک وجہ ہمارے اسلامی کلچر میں تفریح اور شو تماشوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں ہر مسلمان ملک اور مملکت میں تفریح و تماشے' موسیقی اور رقص کو منع کیا گیا۔ نتیجتاً" ان میں غیر مسلم لوگوں کے گانے اور ناچ کے طریقے رواج پاتے تھے۔ مثلاً مسلم انڈیا میں ہندو موسیقی کے راگ اور رقص کے طریقوں کو اکثر مسلمانوں نے بھی اپنا لیا اور

پاکستان میں آج بھی ان کا رواج ہے [3]۔ جب انگریزوں کے قدم برصغیر ہندو پاک میں جم گئے تو انگریزی کلچر کا دور شروع ہوا۔ پہلے تھیٹر اور پھر سینما آیا۔ تاہم شروع شروع میں ان میں اردو کے ڈرامے اور فلمیں دکھائی جاتی تھیں۔ مگر جلد ہی ہالی وڈ کی انگریزی فلم آنے لگیں۔ پہلے سینما گھروں کے مالک ان فلموں کے نام کو اردو میں ترجمہ کر کے اشتہار دیتے تھے مگر اب پاکستان میں انگریزی کا غلبہ اتنا بڑھ گیا کہ انہوں نے انگریزی فلموں کے ناموں کا ترجمہ کرنا ترک کر دیا۔ اب وہ اردو میں ڈب نہیں ہوتیں بلکہ انگریزی میں ہی دکھائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جب ٹیلی ویژن کا دور آیا تو انگریزی پروگرام اور فلمیں دکھائی جانے لگیں۔ ویڈیو فلموں کا زمانہ آیا تو انگریزی کی ویڈیو فلمیں اور موسیقی اب پاکستان کے ہر شہر اور قصبے کی ویڈیو شاپس پر ملتی ہیں۔ اور ہر گھر میں وی سی آر پر دیکھی جاتی ہیں۔ حال میں ڈش انٹینا نے تو انگریزی کے غلبہ کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اب تفریح کے ان طریقوں کو عوامی پسند حاصل ہے۔ ظاہر ہے ان تفریحات کے پھیلاؤ کے ساتھ

---

3 حال ہی میں ایک اطالوی نژاد انڈین لیڈر نے فرمایا کہ پاکستان میں آج کل انڈین ناچ گانوں کا اثر پھیل رہا ہے۔ مگر یہ دعویٰ ان کی مسلم انڈیا کی تاریخ سے عدم واقفیت اور لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ ہندو گانے بجانے کا مسلمانوں پر اثر مسلم انڈیا کی تاریخ کے ابتدائی دور سے شروع ہو گیا تھا۔ اس کی مثال امیر خسرو کی ہندوانی راگ اور سروں میں ابتدائی اردو کے گیتوں میں ملتی ہے۔ مگر تب یہ اثر عوامی سطح تک محدود تھا۔ مغلیہ دور حکومت میں شہنشاہ اکبر نے ہندو موسیقی کو حکومت کی سطح تک اپنا لیا تھا۔ بعد میں یہ اثر آج تک جاری رہا۔ علاوہ ازیں قیام پاکستان سے پہلے برٹش انڈیا کے متعدد علاقوں میں مسلمان عورتیں اور لڑکیاں شادی بیاہ کے موقع پر ہندو طرز کا رقص ناچ کر خوشی کا اظہار کرتی تھیں۔ پاکستان میں یہ رواج بعض علاقوں میں اب تک جاری ہے اور پاکستان ٹیلی ویژن کے طفیل اور جگہوں میں بھی پھیل رہا ہے۔ اگر مسز سونیا گاندھی کو ان حقائق کا پتہ ہوتا تو شاید وہ اس غلط بیانی سے کام نہ لیتیں کہ یہ اثر آج کل کے انڈیا کی وجہ سے ہے۔ مگر ایسی غلط بیانیاں انڈین لیڈرز اکثر کرتے رہتے ہیں۔

ساتھ انگریزی زبان کو بھی پاکستان میں فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اس کے تفریحی الفاظ اصطلاحات اور محاورے بھی گانے بجانے اور رقص کے ساتھ ساتھ ہر طرف گونج رہے ہیں۔ اردو میں ان کے مترادفات ناپید ہیں اور ان کو ترجمہ کرنے کا خیال بھی کسی کو نہیں آتا۔ مختصر یہ کہ اگر ہمارے تعلیمی نظام نے انگریزی کو تعلیم یافتہ خواص (ایلیٹ) میں پھیلا دیا تو تفریح کے ذرائع اور شو تماشے اس کو عوام میں پھیلا رہے ہیں۔

جدید سائنس اور ٹیکنالوجی: سائنس اور ٹیکنالوجی دو طرح سے پاکستان میں انگریزی زبان کے غلبہ کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ اول تعلیمی نظام کے ذریعے اور دوم سائنس اور ٹیکنالوجی کی اپنی جادوگری سے۔

پاکستان میں اس وقت تعلیمی نظام کی حالت دگرگوں ہے۔ تاہم جدید سائنس، ٹیکنالوجی، ڈاکٹری اور انجینئرنگ کی تعلیم و تدریس خالصتاً" انگریزی زبان میں ہی دی جا رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ تو ہمارے ذہن ہی انگریزی قبول کرنے کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ چونکہ ان علوم کی کتابیں انگریزی زبان میں ہوتی ہیں اس لئے پاکستانی قوم ان کو آمنا" و صدقنا" کہہ کر اپنا لیتی ہے۔ ان کو اردو میں ترجمہ کرنے کا خیال بھی نہیں آتا۔ دوسری وجہ ہماری ذہنی اور تعقلی (intellectual) کاہلی ہے۔ دوسری قوموں کے برعکس ہم اس بات کی کوشش ہی نہیں کرتے کہ جدید علوم کو تحقیق اور ترجمہ کے ذریعے اپنی زبان میں ان کی تعلیم و تدریس دیں اور اگر اردو میں سائنس، ٹیکنالوجی اور انجینئرنگ کی اصطلاحات کی کمی ہے تو ترجمہ کر کے اس کو پورا کیا جائے۔ مگر تعقلی کاہلی کے

باعث تحقیق تو کیا ترجمہ کا کام بھی نہیں کیا جاتا۔ بلاشبہ بعض صوبوں میں سکول کی ابتدائی کلاسوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو اردو میں پڑھایا جاتا جارہا ہے مگر بسا اوقات سائنس اور ٹیکنالوجی کی اصطلاحات کا ترجمہ اتنی ثقیل عربی میں کیا گیا ہے کہ سکولوں اور کالجوں سے باہر روزمرہ کی زندگی میں ان کا استعمال نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں' جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کا جادو پاکستان ہی میں نہیں بلکہ آج کل تو دنیا بھر کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے الفاظ اور اصطلاحات ایک ریلے کی طرح پاکستان میں پھیل رہے ہیں رہی سہی کسر کمپیوٹر کے انقلاب نے پوری کردی جس کی زبان خالصتاً" انگریزی میں ہے۔ اس کو بہت محنت اور کلوش کے بعد ہی نئی اردو میں منتقل کیا جاسکے گا۔

یہی حال میڈیکل سائنس کا ہے ہمارے شفاخانوں میں انگریزی کا عام رواج ہے۔ تمام دوائیوں کے نام انگریزی میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان اپنے نسخے بھی انگریزی میں لکھتے ہیں۔

انگریزی اور صنعت کاری : سائنس اور ٹیکنالوجی کی عالمی حیثیت اور ہمارے ذہنی اور تعقلی کاہلی کے باعث پاکستان میں جو صنعتی ترقی ہورہی ہے وہ تمام تر انگریزی میں ہے۔ انگریزی کے غلبہ کا یہ حال ہے کہ خالصتاً" پاکستانی کمپنیاں اور کارپوریشن' حتیٰ کہ عام دکانیں اور تجارتی اداروں میں معدودے چند کے علاوہ تمام' پروڈکٹس' اشتہارات اور اپنے مال اور مصنوعات' دکانوں اور اداروں کے نام بھی زیادہ تر انگریزی زبان میں ہی لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً واپڈا (واٹر اینڈ پاور ڈیویلپمنٹ اتھارٹی) پی ٹی سی (پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن)

سوئی گیس ناردرن یا سوئی گیس سدرن' کاٹن یا وولن ٹیکسٹائل ملز حتیٰ کہ کائٹ فلائینگ ایسوسیشن سبھی انگریزی کے نام ہیں۔ دراصل جب پاکستان میں ہم کسی ترقی یافتہ ملک سے کوئی گھریلو مشین یا صنعتی پلانٹ درآمد کرتے ہیں تو اس کے ساتھ انگریزی کے الفاظ اور اصطلاحات بھی ملک میں در آتے ہیں۔ ان کا اردو میں ترجمہ یا مترادف تلاش کرنا کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آیا۔

غیر ملکی کمپنیاں اور کارپوریشن تو خیر' اپنے ملک کی کمپنیاں اور کارپوریشن بھی انگریزی کی دلدادہ ہیں۔ یہ بھی اپنے تمام کام اور کاروبار' خط و کتابت مینجر اور ملازمین کی میٹنگز وغیرہ انگریزی زبان میں ہی کرتی ہیں۔ تاہم وہ اپنے مزدوروں اور چوکیداروں سے بات چیت اردو میں یا دوسری پاکستانی زبان میں کرتے ہیں۔ بازار اور منڈیوں میں بھی دکانوں کے نام انگریزی میں یا رومن اردو میں لکھے جاتے ہیں۔ یہی حال بنکوں کا ہے جن میں تمام حساب کتاب اور کھاتے انگریزی میں لکھے جاتے ہیں حتیٰ کہ چیک بھی انگریزی میں کاٹے جاتے ہیں۔ اسی طرح سٹیشنوں اور جنکشنوں کے نام مجبوراً اوپر اردو میں اور نیچے رومن اردو میں لکھے جاتے ہیں۔ تاہم ہر طرح کی اطلاع اور نوٹس انگریزی میں ہی جاری ہوتے ہیں خواہ عوام الناس ان کو پڑھ سکیں یا نہ۔

بین الاقوامی کمپنیاں اور کارپوریشن: دوسری جنگ عظیم کے بعد جب دنیائے انسانی تیز رفتار آمد و رفت اور کمیونیکشن ٹیکنالوجیز کے باعث سکڑ کر گلوبل گاؤں کے مانند بن گئی ہے' تو اس کا ایک عجیب نتیجہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ بین الاقوامی کمپنیوں اور کارپوریشنز کو تیسری دنیا کے ملکوں میں عمل دخل حاصل

ہو گیا۔ یہ کمپنیاں اور کار پوریشن خواہ انگریزی بولنے والے یا انگریزی نہ بولنے والے ملک مثلاً جرمنی یا جاپان کی ہوں' پاکستان میں اپنا سارا کاروبار انگریزی میں کرتی ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ یہ تمام کمپنیاں اور کار پوریشن اپنے تمام معاملات بڑے بڑے سرکاری دفتروں اور افسروں سے کرتی ہیں جن میں سارا کام انگریزی میں ہوتا ہے علاوہ ازیں وہ جو ملازم رکھتی ہیں وہ بھی انگریزی ہی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ وہ آپس میں بھی اور پاکستانی کمپنیوں اور کار پوریشنز کے ساتھ بھی ساری خط و کتابت انگریزی میں ہی کرتی ہیں۔ مختصر یہ کہ ان کی وجہ سے پاکستان میں انگریزی کا غلبہ خوب بڑھ رہا ہے ان کے تمام کتابچے اور مصنوعات کا نام بھی اکثر و بیشتر انگریزی میں ہوتے ہیں تیسری وجہ یہ ہے کہ ان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اصطلاحات کی بناء پر کاروبار ہوتا ہے جب ہم نے خود سائنسی اور تکنیکی الفاظ اور اصطلاحات کا اردو میں ترجمہ یا مترادفات تلاش نہیں کئے تو ان غیر ملکیوں کو کیا پڑی کہ وہ ایسا کریں۔

اب حال یہ ہے کہ جب ہم پاکستان کے کسی شہر میں جاتے ہیں تو ہمیں انگریزی کا غلبہ ہر طرف ایک سیلابی صورت میں ملتا ہے' اور جتنا بڑا شہر اتنا ہی بڑا انگریزی کا سیلاب۔ درحقیقت جب ہم ان بڑے شہروں میں گھومتے ہیں تو ہر جانب انگریزی لکھی ہوئی دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم انگلستان یا امریکہ میں ہیں تاآنکہ کسی عام راہ گیر سے بات کرنے لگیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ہم پاکستان میں ہی ہیں کیونکہ وہ ہمارے سوال کا جواب اردو یا علاقائی زبان میں دیتا ہے۔

انگریزی کے غلبہ کے نتائج: انگریزی زبان کے غلبہ سے پاکستان کی قومی

زندگی پر کچھ اچھے ' مگر زیادہ تر خراب نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔ اس کے مفید نتائج مختصراً" یوں بیان کئے جاسکتے ہیں۔ تحریک پاکستان کے وقت انگریزی تعلیم یافتہ طبقے حصول پاکستان میں پیش پیش تھے ' جبکہ انگریزی یا جدید علوم سے نابلد علماء اکثرو بیشتر مطالبہ پاکستان کے خلاف تھے۔ انگریزی ادب ' فلسفہ اور سائنس کا مطالعہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقوں میں عموماً" قومی آزادی اور آزادی پسندی (Liberalism) کے جذبات اور خیالات پیدا کرتا ہے جبکہ غیر انگریزی تعلیم یافتہ طبقے عموماً" ان جذبات اور خیالات سے عاری ہوتے ہیں۔ دوم ' انگریزی دان افراد جدید علوم مثلاً سائنس اور ٹیکنالوجی سے تھوڑی بہت شدبد رکھتے ہیں جو ملک و قوم کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ مزید بر آں ' یہ طبقے بیرونی دنیا کے واقعات اور حالات سے بھی واقف ہوتے ہیں جو آج کل کی سکڑتی ہوئی دنیا میں بہت مفید شے ہے۔ بہر کیف مفید نتائج کے برعکس انگریزی کے غلبہ کے خراب نتائج قوم و ملک کے لئے زیادہ تباہ کن ثابت ہو رہے ہیں۔

اول۔ انگریزی زبان کے غلبہ نے پاکستانی قوم کو دو طبقوں میں بانٹ دیا ہے: ایک تو انگریزی بولنے والا ایلیٹ (Elite) طبقہ ہے اور دوسرا اردو یا دوسری پاکستانی زبانیں بولنے والا عوامی طبقہ۔ اس طرح انگریزی زبان کا غلبہ قومی شعور میں دوئی اور بے راہ روی پیدا کرتا ہے۔ بلاشبہ قیام پاکستان سے پہلے اس نے انگریزی دان طبقوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کیا۔ مگر قیام پاکستان کے بعد انگریزی نے ان طبقوں میں ' جن میں بعض حکمران طبقے بھی شامل ہیں ' ملک کی ترقی اور خوشحالی کے جذبات پیدا کرنے کی بجائے انفرادی اور گروہی یا اتھنوںک

(Ethnic) مفادات اور جذبات پیدا کر دیئے ہیں' جو قومی شعور اور اتحاد کے لئے سم قاتل ثابت ہوتے ہیں۔

دوم۔ انگریزی تعلیم کے باعث' خاص کر انگلش میڈیم سکولوں اور کالجوں کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان اور بالغ لوگ امریکہ' انگلستان اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کو نقل مکانی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح انگریزی کے غلبہ کے باعث پاکستان میں Brain Drain ہو رہا ہے یعنی اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ مثلاً ڈاکٹر' انجینئر' سائنس دان' ٹیکنالوجسٹ' پروفیسر اور دوسرے ماہرین پاکستان کو چھوڑ کر امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ملکوں میں آباد ہو رہے ہیں اور ملازمت یا کاروبار کر رہے ہیں۔ ان کو ذاتی آمدنی اور فائدہ تو بہت حاصل ہوتا ہو گا مگر ملک کی معاشی اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ قوم ان میں ہر ایک کی تعلیم و تربیت پر لاکھوں روپے صرف کرتی ہے' مگر اس کا فائدہ ترقی یافتہ ملک اٹھاتے ہیں۔ اب تو انگریزی کا غلبہ اس انتہا کو پہنچ گیا کہ پاکستان کے کئی سکولوں میں O اور A Level کی تعلیم ہوتی ہے' جو برطانوی طریقہ تعلیم کے امتحانات ہوتے ہیں' اس کے علاوہ پاکستان کے متعدد سکول اور کالج برطانیہ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں کے ذیلی اور طفیلی ادارے بن جانے کے لئے ان سے الحاق (Affiliation) کرنے لگے ہیں۔ یہ سب کچھ ہماری ذہنی اور فکری کاہلی اور قومی شعور کے فقدان کا بین ثبوت اور Brain Drain کو بڑھانے کے طریقے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہم برطانیہ اور امریکہ کی تھرڈ کلاس یونیورسٹیوں سے الحاق کرتے ہیں تو کیا ہماری اپنی یونیورسٹیاں اتنی ہی گئی گزری

ہوگئی ہیں؟ کیا قومی وقار کا اتنا دیوالیہ نکل گیا ہے؟ کیا ہمارے تعلیمی نظام کا معیار اتنا گر گیا ہے کہ ہم غیر ملکی یونیورسٹیوں سے الحاق کرنے پر مجبور ہیں؟

سوم۔ ہمارے سکولوں اور کالجوں میں انگریزی کا مضمون لازمی ہوتا ہے جو طالب علم اس میں فیل ہو جاتا ہے اسے دوبارہ امتحان دینا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے فیل شدہ طلباء و طالبات میں ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو صرف انگریزی کے مضمون میں فیل ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کے باعث والدین اور ملک و قوم کو بہت مالی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اور فیل شدہ طلباء و طالبات کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔

مگر پاس ہو جانے والے طلباء و طالبات کی حالت بھی زیادہ قابل فخر نہیں ہوتی۔ کالج اور یونیورسٹیاں اعلیٰ تعلیم کے مرکز ہوتی ہیں جہاں قوم ساز علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں طلباء و طالبات کو اپنے اپنے مضامین میں ید طولیٰ حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر ہمارے ملک کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ نہیں ہوتا۔ ان میں تقریباً" تمام نصابی اور اضافی کتابیں انگریزی میں ہوتی ہیں اور پڑھائی جاتی ہیں۔ مگر ماسوا چند ذہین طالب علموں کے بیشتر طلباء و طالبات کو نہ تو انگریزی کتابوں پر اور نہ اپنے مضمون پر عبور حاصل ہوتا ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وہ اپنے پروفیسروں کے نوٹس' خلاصے' بازاری نوٹس اور "میڈ ایزی" وغیرہ جیسی سطحی کتابوں کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کی مدد سے وہ واجبی طور پر پاس تو ہو جاتے ہیں اور ڈگری حاصل کر لیتے ہیں' مگر صحیح طور سے علم حاصل نہیں کر پاتے' جس کی ملک و قوم کو آج کل کی چیلنج بھری دنیا میں اشد ضرورت ہے۔ ہمارے ملک کی پسماندگی کی بڑی وجہ اس تباہ کن تعلیمی نظام میں پائی

جاتی ہے۔اس کاایک نتیجہ ہمارے ملک میں اوریجنل تحقیق کافقدان ہے۔

چہارم ۔اوریجنل تحقیق کا فقدان : اوریجنل تحقیق (Original Research) کا مقصد علم و فن اور سائنس و ٹیکنالوجی میں نئی نئی دریافتوں' تھیوریوں اور ایجادات کے ذریعے علم میں ترقی دینا ہوتا ہے۔اس طرح علم و فن کی نت نئی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ مگر انگریزی کے غلبہ کے باعث ہمارے ملک میں لوگ اوریجنل تحقیق اور اس کی دریافتوں اور ایجادات کے لئے مغربی ممالک خاص طور پر امریکہ جیسے ملکوں پر انحصار کرتے ہیں۔ یہی حال ہمارے صنعت کاروں اور پروگریسو زمینداروں کا ہے۔وہ نئی مشینوں اور آلات کے لئے ترقی یافتہ ملکوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ ہم اپنے ملک میں تحقیق کے لئے کوئی لائبریری اور لائبریڑی قائم نہیں کرتے۔ تاہم حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے بیشتر سائنس دان مغربی ممالک سے تربیت حاصل کئے ہوتے ہیں۔ مگر پاکستان میں واپس آنے کے بعد وہ اوریجنل تحقیق کے علاوہ باقی سب کچھ کرتے ہیں۔ ان کا حال فارسی مثل کے مصداق : ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ ہمارے تحقیقاتی اداروں کی زبوں حالی کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ حال ہی میں ورلڈ بنک کا ایک "حکم" تھا کہ پاکستان میں ابتدائی اور بنیادی تحقیق کا واحد ادارہ یعنی پاکستان کونسل برائے سائنس اور انڈسٹریل ریسرچ (PCSIR) کو بند کردیا جائے اور اس کی بجائے اطلاقی تحقیق (Applied Resrearch) کے چار پانچ ادارے قائم کئے جائیں جن میں ترقی یافتہ ممالک کی اوریجنل تحقیق کی دریافتوں اور نتائج کو پاکستان کے حالات کے مطابق اطلاق کیا جائے۔ اور اس طرح ہم ترقی یافتہ ملکوں کی تحقیق

و ترقی کے محتاج اور دست نگر ہو جائیں۔

پنجم۔قومی زبان کی ناقدری : انگریزی کے غلبہ کی وجہ سے پاکستانیوں کے دلوں میں اپنی قومی زبان سے نفرت بڑھ رہی ہے۔انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ تو اردو کو حقیر زبان تصور کرتے ہی ہیں اور اس کو بولنے سے احتراز کرتے ہیں' مگر عام آدمی بھی جو تھوڑی بہت انگریزی جانتا ہے انگریزی بولنا پسند کرتا ہے خواہ وہ غلط مسلط انگریزی ہی کیوں نہ بول رہا ہو۔اس کا ایک نتیجہ انگلش میڈیم سکول کی بڑھتی ہوئی مقبولیت ہے۔ان سکولوں کے بچوں میں اردو سے نفرت بہت عیاں ہوتی ہے۔اول تو وہ اردو میڈیم کے سکولوں کے بچوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جب وہ کالجوں میں داخلہ لیتے ہیں تو انگریزی میڈیم کے سکولوں سے آئے ہوئے ہم جماعت طلبہ و طالبات ان کا تمسخر اڑاتے ہیں۔مختصر یہ کہ انگریزی پرستی نے پاکستان جیسے ملک میں جو اردو کے نام پر قائم ہوا اردو کے وقار کو مٹی میں ملادیا ہے۔

ششم۔عالمی معیار کے علمی و فکری کمالات کا فقدان : اگرچہ پاکستان میں انگریزی کی تعلیم سو سال سے زیادہ عرصہ سے دی جارہی ہے اور اس کا غلبہ ہر سو پھیلا ہوا ہے مگر پھر بھی آج تک پاکستان میں عالمی معیار کے سائنسدان' فلسفی اور سکالر پیدا نہیں ہوئے' جبکہ انگلستان' امریکہ اور دوسرے انگریزی بولنے والے ملکوں میں ہر دور میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اہل کمال پیدا ہوتے ہیں' جن میں درجنوں نوبل انعام یافتہ بھی شامل ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم انگریزی زبان تو پڑھتے اور بولتے ہیں مگر ہمیں اس پر عبور حاصل نہیں۔

اردو میں ہم نے عالمی شہرت کے شاعر مثلاً غالب' علامہ اقبال اور فیض احمد فیض تو پیدا کئے' مگر سائنس' فلسفہ' ٹیکنالوجی اور دیگر جدید علوم میں عالمی معیار کے اہل کمال نہیں پیدا کئے۔ اس کی مندرجہ بالا وجہ کے علاوہ یہ بھی ہے کہ ہم نے اردو میں اپنے ملک میں جدید علوم و فنون پر عالمی معیار کی کتابیں اور علمی و فکری سہولتیں اور مواقع مثلاً لائبریریاں' تجربہ گاہیں اور علمی و فکری رسائل فراہم نہیں کئے۔

مختصر یہ کہ انگریزی زبان کا غلبہ پاکستان میں دن دگنی اور رات چوگنی رفتار سے بڑھ رہا ہے۔ اور اردو قومی زندگی کے ہر شعبے سے نکل رہی ہے۔ غرضیکہ انگریزی کے غلبے نے اردو کا حال مخدوش اور مستقبل تاریک بنا دیا ہے۔ اس کا بالآخر نتیجہ وہی ہو گا جو عرب اور اس کے اونٹ کا ہوا' کہ اونٹ خیمہ کے اندر اور اس کا عرب مالک خیمہ کے باہر۔

انگریزی کے غلبہ کا تدارک کیوں نہیں ہوتا؟ قومی زبان ہونے کے باوجود اردو پاکستان میں اپنا مقام حاصل کیوں نہیں کر رہی ؟ اردو کیوں مٹتی ہوئی زبان ہے؟ اس کی وجہ صرف ایک ہے۔ اردو زبان اتنی ناقص اور پس ماندہ زبان ہے کہ وہ انگریزی جیسی ترقی یافتہ زبان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ہم اگلے باب میں اردو کے نقائص کا تجزیہ کریں گے اور اس کی بجائے نئی اردو کو پیش کریں گے جس میں یہ نقائص نہیں پائے جائیں گے بلکہ اپنی جدید خوبیوں اور خصوصیات کی بناء پر وہ انگریزی کا مقابلہ کر سکے گی اور قومی زندگی میں اس کی جگہ لے سکے گی۔

باب 4

اردو کے نقائص اور خامیاں اور نئی اردو کی فوقیت

زبان اظہار خیال اور پر معنی اطلاع کا ذریعہ ہوتی ہے اس سے ہم اپنے مافی الضمیر کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ اس کے لئے اس میں دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول پورا اور مناسب مجموعہ الفاظ (Vocabulary) اور دوم گرامر کی صرفی صلاحیتیں۔ ان دونوں لحاظ سے اردو انگریزی کے مقابلے میں ناقص زبان ہے۔ ہم پہلے مجموعہ الفاظ (Vocabulary) کی کمی اور محدود پن کا مسئلہ لیتے ہیں۔

جیسا معاشرہ، ویسی زبان: کسی زبان کے مجموعہ الفاظ اصطلاحات و محاورات کے جامع اور وسیع یا محدود اور قلیل ہونے کی اصل وجہ وہ معاشرہ ہوتا ہے جس میں یہ زبان بولی جاتی ہے [4]۔ معاشرہ سے مراد کسی ملک کے افراد اور گروہوں کے

---

4 ہر ایک زبان کی لغت یا ڈکشنری کے الفاظ کا جائزہ لے کر ہم بتا سکتے ہیں کہ اس کے بولنے والے لوگوں کا معاشرہ کیسا ہے اور وہ دنیائے انسانی کی زبانوں کی ترقی کے زینہ کی کونسی پیڑی (rung) پر کھڑی ہے۔ یہ حقیقت گزشتہ زمانوں میں بھی سچ تھی اور آج کی دنیا میں بھی سچ ہے۔ جبکہ ریڈیو، ٹیلی ویژن، ڈش انٹینا اور آمدورفت کے برق رفتار ذرائع نے دنیا کی مختلف زبانوں میں کافی گڈمڈ اور اختلاط پیدا کر دیا ہے۔ اگر ہم "گاہے گاہے باز خواں قصہ پارینہ را" کے مطابق تاریخ انسانی میں زبانوں کے ارتقاء پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ قرون اولیٰ یعنی ما قبل تاریخ (Prehistory) میں مختلف طرح کی بولیاں بولی جاتی تھیں، جن کے لفظوں کے علاوہ گرامر میں بھی فرق ہوتا تھا، جو بعد میں کم و بیش ہمیشہ باقی رہا۔ ان کے بعد ازمنہ قدیم میں قبائلی معاشرے وجود میں آئے۔ جن میں قبائلی زبانیں بولی جاتی تھیں۔ ان میں سنسکرت، قدیم یونانی، لاطینی اور بعد ازاں عربی جیسی عظیم زبانیں قابل ذکر ہیں۔ پھر قرون وسطیٰ میں فیوڈل (Feudal) یعنی جاگیردار معاشرے پیدا ہوئے۔ جن میں فیوڈل زبانیں بولی گئیں۔ قرون وسطیٰ کے برصغیر جنوبی ایشیا کی تمام علاقائی زبانیں فیوڈل زبانیں تھیں۔

کسی خیال، مقصد، نظریہ ضرورت یا فائدے کے تحت عمل (Action) ردعمل (Reaction) یا باہمی عمل (Interaction) کی بناء پر تعلقات، انجمنیں (Associations) اور ادارے (Institutions) قائم ہونا اور طبقوں کا وجود میں آنا ہے۔ جس کے لئے زبان یعنی الفاظ وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

پس پانچ چیزیں معاشرہ بناتی ہیں:

1۔ لوگ یا قوم

2۔ ان کے خیالات، مقاصد، فائدے یا ضروریات

فیوڈل دور کے اختتام پر مغربی یورپ میں تاریخ انسانی نے کروٹ لی اور زمانہ جدید کے ماڈرن معاشرہ نے جنم لیا۔ یہ معاشرہ دو مرحلوں میں وقوع پذیر ہوا۔ اول تجارتی سرمایہ دار معاشرہ جس میں مغربی یورپ میں ماڈرن تجارتی معاشرہ کی زبانیں وجود میں آئیں۔ اس کے بعد جدید صنعتی اور سائنسی معاشرہ پیدا ہوا جس میں ماڈرن صنعتی اور سائنسی ترقی یافتہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اگر ہم انگریزی زبان کے ارتقا کی مثال لیں، تو ابتدا میں یعنی ازمنہ قدیم میں یہ انگلو سیکسن (Anglo-Saxon) قبائل کی زبان تھی، جو بادشاہ الفریڈ (849ء تا 899ء) کے دور تک فیوڈل زبان بن گئی۔ جس کا ولیم فاتح (1066ء تا 1087ء) کے دور کے بعد فرانسیسی اور لاطینی زبانوں نے کایا پلٹ دیا۔ سائمن پوٹر لکھتا ہے کہ "ہماری زبان کا موجودہ مجموعہ الفاظ (Vocabulary) تقریباً" آدھا پرانی انگریزی وغیرہ اور آدھا رومانس (یعنی فرنچ اور لاطینی) کے الفاظ پر مشتمل ہے۔"

دیکھئے۔ Simeon Potter: Our Language, p.36. Penguin Books

بعد ازاں فرنچ اور لاطینی الفاظ مسلسل استعمال سے انگریزی میں اس طرح سموئے گئے کہ اس کے جزو لاینفک بنتے رہے۔ اس وجہ سے چاوسر (1340 تا 1400) کے زمانے میں انگریزی فیوڈل سے ماڈرن زبان بننے لگی اور شیکسپیئر (1564ء تا 1616ء) کے زمانے میں یہ سامراجی تجارتی ماڈرن زبان بن گئی۔ اٹھارویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد یہ سامراجی، صنعتی اور سائنسی ترقی یافتہ زبان بن گئی۔

ہمارے علاقے میں وارث شاہ (1730ء تا 1803ء) کے زمانے کی پنجابی ذات پات کے فیوڈل معاشرہ کی زبان تھی، جو وہ آج بھی ہے، یہی حال پاکستان کی باقی سب علاقائی زبانوں کا ہے، جبکہ مرزا غالب (1798ء تا 1869ء) کے زمانے کی اردوئے معلیٰ انحطاط زدہ فیوڈل معاشرہ کی زبان تھی۔ آج کل کی اردو اس سے زیادہ آگے ترقی نہ کر سکی گو کہ ادب میں اس نے کافی تنوع پیدا کیا ہے۔ عام بول چال کی اردو نے بہت سے انگریزی کے الفاظ اپنا لئے ہیں، جو کسی تخلیقی عمل کے باعث نہیں بلکہ انگریزی کے غلبہ کا نتیجہ ہیں۔

3۔ ان کی عملاً "(یعنی عمل ردعمل یا باہمی عمل سے) تکمیل
4۔ باہمی تعلقات رسم ورواج' قانون' انجمنیں' ادارے اور طبقات
5۔ زبان یعنی الفاظ' محاورے اور اصطلاحات وغیرہ کا استعمال۔

معاشرہ کے طور طریقے' انجمنیں' ادارے وغیرہ اس کا ڈھانچہ (Structure) بناتے ہیں' مگر وہ افراد اور گروہوں کے عمل' ردعمل اور باہمی عمل کے ذریعے یا میڈیا (Media) ہوتے ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ ترقی کرتا ہے یا جمود زدہ ہو جاتا ہے۔

اعمالیات (یعنی عمل' ردعمل یا باہمی عمل) کی بااخلاق' معاشرہ ساز اور قوم ساز جدت' تنوع' وسعت اور بڑھوتری کو ہم ترقی کہتے ہیں۔ معاشرہ کی اپنی خوبیوں اور خصوصیات اور اس کے ادارے' طور طریقے اور قوانین تہذیب و تمدن (کلچر) کہلاتے ہیں۔ تہذیب و تمدن کی وقوع پذیری کو تاریخ (History) کہتے ہیں۔

اگر معاشرہ میں نت نئے خیالات' ضروریات' مقاصد اور فائدے سوچے جائیں اور ان کی تکمیل کے لئے نئے نئے معاشرتی تعلقات' انجمنیں' ادارے اور طبقے وجود میں آئیں تو ایسا معاشرہ ترقی پسند کہلاتا ہے اور جب وہ تجارتی' صنعتی سائنسی اور تکنیکی کمالات حاصل کر کے خوشحال اور طاقتور بن جائے تو وہ ترقی یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر معاشرہ میں ایسی عادات رویوں اور نظریات والے لوگ اور طبقے پیدا ہو جائیں جو کسی طرح سے اعمالیات کی بااخلاق' معاشرہ ساز اور قوم ساز جدت' تنوع' وسعت اور بڑھوتری کو موثر طور پر روک

دیں، تو ان کی وقوع پذیری کا تسلسل ٹوٹنے لگتا ہے اور ترقی رک جاتی ہے۔ ایسا معاشرہ انحطاط پذیر اور جمود زدہ ہونے لگتا یا ہو جاتا ہے اور اس کی مملکت زوال پذیر ہونے لگتی یا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورتحال میں کسی اور مذہب یا ملک کے لوگ جن میں ترقی کا تسلسل جاری رہا، جلد یا بدیر جمود زدہ لوگوں اور ملک پر حملہ کر کے اور شکست دے کر ان کے معاشرہ کا شیرازہ بکھیر دیں گے اور ان کو محکوم اور غلام بنا لیں گے یا نیست و نابود کر دیں گے اور ان کی زبان اور تہذیب و تمدن کو مٹا دیں گے۔ تب فاتح قوم نیا معاشرہ تعمیر کرے گی اور اپنی زبان اور تہذیب و تمدن کو مفتوح سرزمین پر پھیلا دے گی۔ تاہم اگر معاشرہ میں ایسے افراد اور طبقے پیدا ہو جائیں جو نئے خیالات اور طور و طریقے دریافت کر کے معاشرہ کو ترقی کی نئی راہوں پر لے جائیں تو معاشرہ بدستور روبہ ترقی رہتا ہے یا اس کو حیات نو نصیب جائے گی۔

اعمالیات کی وقوع پذیری دو طرح سے ہوتی ہے اول لوگوں کی تعداد (Quantity)، یعنی ان افراد اور گروہوں کی تعداد جن میں عمل، ردعمل اور باہمی عمل وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ دوم اعمالیات کی وقوع پذیری کی اخلاقی، علمی، فکری اور عقلی کیفیت (Quality) جس سے افراد اور گروہوں کے مابین عمل، ردعمل اور باہمی عمل سے انفرادی اور اجتماعی زندگی، بااخلاق، معاشرہ ساز اور قوم ساز بنتی اور ترقی کرتی ہے، یا ان کی عدم موجودگی کے باعث ترقی نہیں ہوتی۔

اعمالیات کی کمیت اور کیفیت معاشرہ کے رسم و رواج، تعصبات، نظریات، اداروں (Institutions) مذہبی اور سیاسی عقائد اور قوانین پر منحصر ہوتی ہیں

کہ آیا ان چھ حالتوں کی وقوع پذیری بڑھ رہی ہے اور بہتر ہو رہی ہے۔ یا بد تر اور محدود ہو رہی ہے۔ پہلی صورت میں معاشرہ میں نئے خیالات' نئے افکار' نئے مشاہدات اور نئے پیشے' کاروبار اور نئے طور طریقے وقوع پذیر ہوتے ہیں اور زبان میں نت نئے الفاظ' محاورات' اسلوب اور اصطلاحات اختراع ہوتے اور استعمال کیے جاتے ہیں اور معاشرہ ترقی کرتا اور وسیع تر ہو جاتا ہے' جبکہ دوسری صورت میں افراد اور گرہوں میں نئی خواہشات اور ضروریات اور نئے کام اور نئے طور طریقے جنم نہیں لیتے' کیونکہ نئے خیالات اور نئی سوچ اور نئے الفاظ' محاورات اور اصطلاحات کی ضرورت پیدا نہیں ہوتی۔ ایسا معاشرہ انحطاط اور جمود کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ایسے معاشرہ میں زبان بھی جمود زدہ ہوتی ہے اور اس کا مجموعہ الفاظ بھی محدود اور قلیل رہ جاتا ہے اور معاشرہ اور اس کی کلچر بھی محدود سے محدود تر ہو جاتے ہیں۔

یہی صورتحال تعلیم کے میدان میں پائی جاتی ہے۔ اس میں بھی "جیسی زبان' ویسا علم" کا اصول کارفرما ہوتا ہے' یعنی جیسی زبان میں تعلیم دی جاتی ہے ویسا ہی علم حاصل ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ زبان میں تعلیم یافتہ لوگوں کا علم بھی ترقی یافتہ (Advanced) ہوتا ہے۔ ان کی تخلیقی اور پیداواری صلاحیتیں پوری طرح بروئے کار آجاتی ہیں اور وہ تمام علوم و فنون' صنعت و حرفت اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کرتے ہیں۔ اس کے برعکس صورت پسماندہ اور ناقص زبان کی ہے جس میں تعلیم یافتہ لوگوں کا علم بھی ناقص اور پسماندہ رہتا ہے' ان کی تخلیقی صلاحیتیں ناپید اور پیداواری قوتیں فرسودہ ہو جاتی ہیں اور وہ علم و فن' سائنس

اور ٹیکنالوجی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ 5

پہلی صورت انگریزی زبان کی ہے اور دوسری اردو کی۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی کے مقابلے میں اردو زبان کی لغت محدود' الفاظ کا مجموعہ کم اور یہ نئے حالات' خیالات اور نظریات وغیرہ کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اگر مختصراً" بیان کیا جائے تو انگریزی زبان کی نمایاں خوبی اس لفظوں اور اصطلاحات کی معنوی لچکداری ہے جو اس میں سابقوں اور لاحقوں کی بہتات کے باعث صرفی بوقلمونی نے پیدا کی ہے۔ اس کے برعکس' اردو میں مصنوعی جمود ہے جو اس کی صرفی کمی اور ٹھوس پن نے پیدا کیا ہے۔ دراصل تاریخی لحاظ سے اردو کا مجموعہ الفاظ جو زیرِ استعمال رہے ہیں ایسے معاشرہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ جو فیوڈل (Feudal) یا جاگیردارانہ معاشرہ سے آگے ترقی نہ کر سکا' اور علمی تفکر اور اقتصادی ترقی کی تمام صلاحیتوں کو کھو کر جاگیردارانہ نظام میں جمود زدہ ہو کر رہ گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنی جمود زدگی کے باعث برصغیر جنوبی ایشیا کی تمام مسلم' ہندو اور سکھ جاگیردارانہ ریاستوں کو انگریز سامراجی حملہ آوروں نے شکست پر شکست دے کر بعض کو ختم کر دیا جن میں زیادہ تر مسلمان ریاستیں تھیں اور بعض کو اپنا باجگذار بنا لیا' جن میں زیادہ تر ہندو اور سکھ ریاستیں تھیں۔

مرزا غالب نے ایک شعر میں اپنے دور کے جمود زدہ معاشرہ کی خوب

---

5 ایسی صورت میں پسماندہ معاشرے کے لوگ اکثر و بیشتر غلامانہ راہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ کوئی ترقی یافتہ زبان سیکھ کر اپنی پس ماندگی کا کچھ ازالہ کر لیتے ہیں۔ پاکستان کی قومی زندگی میں انگریزی یہی رول ادا کر رہی ہے۔ مگر صحیح اور خود مختارانہ ترقی صرف قومی زبان کو جدید' جامع اور ترقی یافتہ اور انگریزی کے ہم پلہ بنا کر ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ نئی اردو پاکستان کی قومی زندگی میں یہی کردار ادا کرے گی۔

عکاسی کی جس میں صبح سے شام تک فیوڈل طبقے کوئی کام اور کمال حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ تمام زندگی کاہلی' کام چوری اور مفت خوری میں گزارتے تھے۔ جو جمود زدہ معاشرہ کی خصوصیات ہوتی ہیں' مرزا غالب کہتے ہیں:

صبح ہوتی ہے' شام ہوتی ہے۔
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

اس کے برعکس' ترقی پسند معاشرہ میں لوگ صبح سے شام تک مسلسل محنت' کام اور کمالات حاصل کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب کسی کی عمر تمام ہوتی ہے تو اس کا معاشرہ اور قوم پہلے کی نسبت زیادہ بہتر' زیادہ خوشحال اور زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔

غالب کے زمانے میں جاگیردار طبقے اپنے دور کے خطرات اور چیلنجوں سے بے خبر گوناگوں عیاشیوں میں پڑے رہتے تھے۔ پاکستان میں حکمران بن کر بھی فیوڈل طبقوں کا یہی حال ہے جو زمانہ جدید کے روز افزوں خطرات اور چیلنجوں سے بے نیاز گوناگوں بے خودیوں میں پڑے ہوئے ہیں' جن کے باعث آج پاکستان اقتصادی' سیاسی' معاشرتی اور اخلاقی بدحالی کا شکار ہے۔

تبدیلی و ترقی کے ایجنٹ

نئی زبان نیا معاشرہ بناتی ہے: جب جمود زدہ معاشرہ میں ایسے افراد اور ادارے پیدا ہو جائیں جو از خود غور و فکر اور تحقیق کے بعد نئے اور متحرک الفاظ اور اصطلاحات اخذ کریں یا موجودہ الفاظ اور اصلاحات کو نئے معنے پہنا دیں جو نئے عمل' حرکت' تبدیلی' تغیر' ترقی' تکمیل اور کمال کی ترغیب دیتے ہوں اور ان

کو اپنی زبان میں شامل کر دیں تو نہ صرف ان کی زبان متحرک اور ترقی پسند بن جاتی ہے بلکہ ان کا معاشرہ بھی فاعل اور متحرک بن کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہو جاتا ہے۔ تب وہ نئی زبان سے نیا ادب' نئی شاعری اور نیا طرز فکر اور فلسفہ اور نیا سائنس اور نئے کاروبار تخلیق کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح وہ معاشرہ میں تبدیلی اور ترقی کے ایجنٹ (یعنی رہبر) بن جاتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نئی یا ترقی یافتہ زبان ایسے الفاظ' اصطلاحات اور محاوروں سے بھری ہوئی ہوتی ہے جو سننے والے لوگوں کے دلوں کو نت نئے خیالات' خواہشات' امنگوں اور منصوبوں سے متحرک کر دیتی ہے۔ بالفاظ دیگر نئی زبان عوام کو نئے عمل نئے رد عمل اور نئے باہمی عمل کی ترغیب دیتی ہے جس سے معاشرہ میں ترقی ہوتی ہے۔ اس طرح نئی زبان یعنی نت نئے الفاظ' اصطلاحات اور محاوروں والی زبان معاشرہ پر اضافہ گر اثر (Multiplier Effect) پیدا کرتی ہے اور دونوں ہمیشہ زیادہ سے زیادہ ترقی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم نے دائرہ مرکز تنظیم کا نئی اردو تحقیقاتی اور ترقیاتی بورڈ کی تجویز پیش کی ہے۔ وہ ایسے افراد پر مشتمل ہو گا جو اردو زبان اور پاکستانی معاشرہ کے لئے تبدیلی کے ایجنٹ ثابت ہوں گے۔ (دائرہ مرکز تنظیم کے لئے دیکھئے باب 7)

غرضیکہ اردو اس لئے انگریزی کے غلبہ کو نہیں روک سکتی کہ اس میں متعدد قسم کے نقائص اور خامیاں پائی جاتی ہیں۔ جن کو ہم نے ذیل میں مختصراً بیان کیا ہے۔

1- مجموعہ الفاظ اور محاورات (Vocábulary) کی کمی اور محدود پن

2- اردو کے صرفی نقائص

3- صنعت و حرفت اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی اصطلاحات کا فقدان

4- اردو کے فارسی رسم الخط کی خامیاں اور نئے رسم الخط کی ضرورت۔

اب ہم یکے بعد دیگرے ان نقائص کا تفصیلی تجزیہ کریں گے۔

اردو کے مجموعہ الفاظ (Vocabulary) میں جدید الفاظ اور محاوروں کی کمی:

اردو میں جدید اور متحرک الفاظ کی کمی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اردو جمود زدہ معاشرے کی پیداوار ہے۔ جس میں لوگوں کو ایسے نئے اور متحرک الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر انگریزی میں جو متحرک معاشرہ کی زبان ہے ایسے الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں جن کے جمودزدہ اردو میں مترادف بھی نہیں ملتے۔ اس لئے ہم نے نئی اردو کی تجویز پیش کی ہے جو اردو کے نقائص سے پاک اور جدید الفاظ اور اصطلاحات کی حامل ہوگی جس میں انگریزی کے جدید اور متحرک الفاظ ترجمہ یا ادھار لے لئے جائیں گے۔ ان کو ہم ادھار اس لئے کہتے ہیں کہ جب نئی اردو میں ان کا مناسب ترجمہ ہو جائے یا ان کے مترادف الفاظ اختراع کر لئے جائیں گے تو ادھار لفظ یا اصطلاح کو ترک کر دیا جائے گا۔ اس طرح نئی اردو انگریزی کے ہم پلہ زبان بن جائے گی جس میں ہماری تمام انفرادی ' گروہی اور قومی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ تب وہ انگریزی کا غلبہ ختم کر دے گی اور قومی شعور کو اجاگر اور قومی اتحاد کو پیدا کرے گی۔

گی۔

الفاظ کے معنوی تجزیہ اور تخصیص کا مسئلہ: دنیا کی بہت سی زبانیں مخلوط (Mixed) زبانیں ہوتی ہیں۔ جن میں دوسری زبانوں کے ہم معنی الفاظ در آئے ہوتے ہیں' ان میں معنوں کے لحاظ سے تجزیہ اور تخصیص کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی مخلوط زبان کی ترقی کا راز اس کے ہم معنی لفظوں کے معنوں کے تجزیہ اور تخصیص میں پایا جاتا ہے۔ یہ کام اس کے مصنفوں' مفکروں' عالموں' سائنس دانوں اور موجدوں کا ہوتا ہے۔ چونکہ اردو بولنے والوں کا معاشرہ اور ذہن جمود زدہ رہا ہے۔ جس کی اصل وجہ اس معاشرے میں قحط الرجال ہے۔ اس لئے اردو دانوں میں ہم معنی لفظوں کے معنوں کا تجزیہ اور تخصیص کرنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی۔ تاہم ان کے ذہن اور زبان کی یہ کمزوری اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب اردو کا انگریزی سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اردو دانوں کو انگریزی سے مقابلہ کی ضرورت خصوصاً" تین صورتوں میں پڑتی ہے: اول' جب انگریزی کی کتاب یا دستاویز کا اردو میں ترجمہ کرنا ہو' دوم سائنسی تجزیہ اور تجربہ کرتے وقت' اور سوم' نئے خیالات اور سوچ کو سائنسی اور منطقی انداز میں بیان کرتے وقت۔ بہرکیف ہم ذیل میں مثال کے طور پر تین لفظوں "فکر" "نظریہ" اور "عمل" کی مثال پیش کرتے ہیں جن کے معنوں کا صحیح طور پر تجزیہ اور تخصیص نہیں کی گئی۔

"فکر" کے اصلی معانی سوچ اور خیال ہیں۔ مگر آج کل اس کو تشویش کے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ٹی وی کی اردو ڈراموں میں بھی تشویش کی جگہ اکثر "فکر" ہی بولا جاتا ہے۔ تاہم قیام پاکستان سے پہلے فکر کی بجائے

تشویش کا لفظ استعمال ہوتا تھا جو ہر طرح سے درست ہے۔ نئی اردو میں بھی تخصیص کے اصول کے مطابق ایسے ہی کیا جائے گا۔ "فکر" کو صرف سوچ اور خیال کے معنوں میں استعمال ہو گا جبکہ پریشانی اور گھبراہٹ کے جذبات کے لئے تشویش کا لفظ استعمال کیا جائے گا۔

"نظریہ" کا لفظ پاکستان کے قیام کے بعد اختراع کیا گیا۔ اس کو انگریزی کے کئی مترادفات یعنی Theory Opinion, View اور Ideology کے معنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے معنوں اور مطلب میں ابہام اور ابتری پیدا ہوتی ہے۔ عام بول چال اور تحریر میں تو یہ خامی محسوس نہیں ہوتی، مگر سائنسی اور منطقی بیان میں اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ یہی صورت لفظ "عمل" کی ہے۔ انگریزی میں اس کے مترادف practice,action اور process ہیں جو واضح طور پر مختلف الفاظ ہیں، مگر اردو میں ان کو "عمل" کے لفظ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ استعمال سائنسی اور منطقی سوچ اور بیان کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے، کیونکہ یہ تفکر اور تعقل کی ترقی کے مانع ہے۔ لہٰذا نئی اردو میں انگریزی کے الفاظ کا ترجمہ کرتے وقت ہر لفظ کے معنوں کی تخصیص کی جائے گی۔ اگر انگریزی کے لفظ کا اردو میں مترادف نہ مل سکا، تو اس کو ہی اردو میں استعمال کر لیا جائے گا۔ مثلاً نظریہ کا لفظ صرف View کے معنوں میں استعمال ہو گا۔ جبکہ Theory اور Idealogy کو اردو میں اخذ کر لیا جائے گا۔ "عمل" کو صرف action کے معنوں میں استعمال کیا جائے گا۔ جبکہ Practice اور process کو مترادف نہ ہونے کے باعث اردو میں بطور ادھار الفاظ اخذ کر لئے جائیں گے۔

ایک اور مثال: اردو میں طاقت' قوت اور زور کو ہم معنے تصور کیا جاتا ہے' مگر انگریزی میں ان میں تخصیص کی جاتی ہے۔ برٹرنڈ رسل نے ایک مرتبہ کہا کہ "علم طبیعات میں لفظ Force کا استعمال وہی ہے جیسا کہ علم سیاسات میں لفظ Power کا۔" اس نقطہ نظر کے مطابق ہم اردو میں لفظ "طاقت" کو انگریزی کے لفظ پاور کے مترادف "قوت" کو Force کے مترادف اور پہلوانی لفظ "زور" کو strength کے مترادف مخصوص کر سکتے ہیں۔ گو عام بول چال میں اور ادبیات میں اکثر و بیشتر ان الفاظ میں تخصیص نہیں کی جاتی۔ مگر منطقی اور سائنسی سوچ اور تحریر میں یہ تخصیص کرنا ضروری ہوتا ہے۔

نئی اردو میں ترجمہ اور لفظ سازی کے اصول: نئی اردو میں ترجمہ کا پہلا اصول یہ ہو گا کہ ترجمہ یا اختراع کرتے وقت انگریزی کے لفظ کا نئی اردو میں ایک اور صرف ایک مترادف تلاش کیا جائے گا۔ اردو کے لغت سازوں نے اس اصول کو بعض اوقات نظرانداز کر کے بعض انگریزی لفظوں کی تشریح کرنا ہی مناسب خیال کیا۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم اپنی مشہور تصنیف: سٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔ "ایک بڑی مشکل وہاں پیش آتی تھی جب کسی انگریزی لفظ کے مفہوم کے لئے اردو زبان میں کوئی لفظ نہیں ملتا تھا۔ انگریزی میں در حقیقت بعض ایسے لفظ ہیں کہ ان کا مترادف ہماری زبان میں نہیں۔ اس موقع پر تشریح اور تعریف کے ساتھ نیا لفظ وضع کر لیا گیا ہے"۔ مگر نئی اردو میں ہمیشہ ترجمہ کے وقت ایک مترادف ہی وضع کیا جائے گا۔ اگر تشریح کی ضرورت پڑی تو وہ اس کے بعد کی جائے گی۔

میں تلاش کیا جائے گا۔ عربی میں ہم معنی لفظ وضع کرتے وقت اس امر کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ کہ یہ لفظ ثقیل قسم کا نہ ہو' جیسا کہ مولوی عبدالحق مرحوم نے بھی کہا تھا۔

سوم' اگر ان زبانوں میں مناسب لفظ نہ ملے تو پاکستان کی دوسری زبانوں سے اخذ کر لیا جائے گا۔

چہارم' اگر ان تمام ماخذ زبانوں میں مناسب لفظ نہ دستیاب ہو سکا تو انگریزی کا لفظ ہی نئی اردو میں ادھار لیا جائے گا۔ چونکہ نئی اردو کا رسم الخط لاطینی ہو گا۔ اس لئے انگریزی کے لفظ آسانی سے اپنائے جاسکیں گے۔

پنجم' نئی اردو میں نئے الفاظ اس طرح وضع کئے جائیں گے کہ ہر نئے لفظ کا اسم' صفت' فعل اور متعلق فعل آسانی سے بنایا جاسکے اور جب ضرورت پڑے تو اس کے سابقے اور لاحقے بھی لگائے جاسکیں۔ انگریزی کے ادھار لفظوں میں یہ سہولت پہلے ہی سے موجود ہو گی۔

ششم' اردو میں نئے الفاظ اخذ یا اختراع کرتے وقت ان کے معنوں کی تخصیص کی جائے گی۔

ادھار لفظوں کی چند مثالیں

نئی اردو میں انگریزی کے ادھار لفظوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ جائے گی۔ ان میں زیادہ تر الفاظ متحرک (dynamic) نوعیت کے ہوں گے۔ یعنی ایسے الفاظ جن کے معنوں میں حرکت' عمل' کمالیت (achievement) اور مہم جوئی (adventure) مراد ہوتی ہے۔ ان کی تعداد زیادہ ہے ہم یہاں چند کی مثال پیش کرتے ہیں۔

Achieve; achievement; accelerate; apply; applied; assume; resume; revert; reverse; concept; infuse; confuse; concise; conception; cogent; develop; development; decelerate; dub; devolve; evolve; involve; resolve; any; nothing; ever; never; fact; factor; function; exact; infer; adjust; calculate; counteract; intelligent; intellect; intellectual; perform; performance; process; plausible; inferior; superior; regulate; interior; exterior; so-called; inert; revert; induce; deduce; deduct; induct; integral; integer; reduce; vote; polling; referendum; initiative; incentive; deflate, inflate; suction; tight; wean; woo; and so on.

ادھار فعل کا مصدر بنانا: نئی اردو میں انگریزی کے ادھار فعل کا دو طرح سے مصدر بنایا جائے گا۔ یعنی اس کے آخر میں "نا" کی علامت مصدری بڑھا کر یا لفظ "کرنا" "دینا" وغیرہ لگا کر۔ مثلاً انگریزی کا ادھار مصدر To develop کو نئی اردو میں "نا" یا "کرنا" لگا کر مصدر بنا لیا جائے گا یعنی developna یا Develop Karna اسی طرح achieve کو نئی اردو میں acivna یا aciv karna بنا لیا جائے گا۔ تاہم نئی اردو میں مصدری علامت "نا" کے طریقے کو ترجیح دی جائے گی اور اس سے فعل کے دوسرے صیغے مشتق کئے جائیں گے۔ اور یہی طریقہ عربی اور فارسی کے اخذ شدہ الفاظ میں اختیار کیا جائے گا۔

موجودہ اردو کے صرفی نقائص

زبان میں اظہار خیال اور اور اطلاعاتی کارکردگی (Communicative Efficiency) کے لئے ضروری ہے کہ ہر لفظ کی گرامری تعریف ہو سکے تاکہ

اس کو اسم سے صفت، فعل اور متعلق فعل میں باہم گر تبدیل کیا جاسکے۔ اس طرح ہر لفظ کو اجزائے کلام کی ہر ایک صورت میں بولا اور لکھا جاسکے۔ یہ خوبی انگریزی میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے جبکہ اردو میں بہت کم۔ انگریزی میں اسم، صفت، فعل اور متعلق فعل کے مخصوص لاحقے لگالئے جاتے ہیں۔ مثلاً فعل سے اسم بنانے کے لئے ment,tion وغیرہ لاحقے استعمال ہوتے ہیں۔ صفت کے لئے متعدد لاحقے مثلاً ent, ic, tive, ish اور ant استعمال ہوتے ہیں۔ اور سابقے a-, in, un, non, وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ متعلق فیل کے لئے ly کا لاحقہ استعمال ہوتا ہے۔ اور اسم اور صفت سے فعل بنانے کے لئے ise یا ed یا مصدری علامت to لگالیا جاتا ہے۔

سابقے اور لاحقے

اجزائے کلام اور گردان کے علاوہ انگریزی اور اردو میں سابقے اور لاحقے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جو آرایائی زبانوں کی خاصیت ہے۔ سابقے لفظ کے آگے اور لاحقے لفظ کے پیچھے لگائے جاتے ہیں۔ ان کے استعمال سے لفظوں اور اصطلاحات کو مختلف معنے پہنائے جاسکتے ہیں۔ ان میں کمیت، اثبات اور نفی اوپر نیچے اور مختلف اطراف کے معنے دیئے جاسکتے ہیں، جو اطلاعاتی کارکردگی کو بڑھاتے اور اظہار خیال میں آسانی اور مختلف طرح کے معنی پیدا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں لاحقوں اور سابقوں کو لگا کر پر معنی بات کہی جاسکتی ہے، جو ترقی یافتہ زبان کی اصل خوبی ہوتی ہے۔

سابقوں اور لاحقوں کے لحاظ سے بھی انگریزی کو اردو پر فوقیت حاصل

ہے۔ انگریزی میں متعدد سابقے اور لاحقے استعمال ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس زبان میں بہت لچک، تنوع اور معنوں کی گوناگوں بوقلمونی پیدا کردی ہے۔ اس کے برعکس اردو میں تقریباً" ایک تہائی لاحقے اور سابقے ہیں۔ اور اس میں اندرونی لاحقے (infixes) بھی استعمال ہوتے ہیں مگر یہ صرف عربی زبان سے اخذ کردہ الفاظ میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ بہرحال سابقوں اور لاحقوں کی کمی نے اس زبان میں معنویت اور اطلاعاتی کارکردگی کو محدود کردیا ہے۔ مزید براں اردو بولنے والوں کی ذہنی اور فکری جمود زدگی کے باعث ان کے ترک استعمال نے اردو زبان کو اظہار خیال اور ہمہ گیر معاشرتی ارتباط کے میڈیم کے طور پر بھی محدود زبان بنادیا ہے۔ ترک استعمال کی چند مثالیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

اردو میں بعض سابقے اپنی اصلی اور آزادانہ صورت کھو بیٹھے ہیں۔ مثلاً "ا" اور "ان" کے سابقوں کو لیجئے۔ یہ "اٹل، امر، انمول جیسے الفاظ کے آگے آتے ہیں مگر ان کو عام طور پر اردو میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ آریائی زبان ہونے کے ناطے ایسے سابقے انگریزی میں میں بھی ملتے ہیں۔ مثلاً "a"-"an" وغیرہ اور یہ انگریزی میں عام اور بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ ان سے نفی یا کمی کا مفہوم پیدا کیا جاتا ہے۔ اردو میں چونکہ ان کا استعمال نہیں ہوتا تو سوائے ان چند الفاظ کے ان کو کہیں اور لفظوں میں نفی یا کمی کے مفہوم نہیں استعمال کرتے۔ ان کے ترک استعمال کی ایک وجہ اردو کا فارسی رسم الخط کی کٹی پھٹی صورت بھی ہے جو ان کے استعمال میں مانع ہے۔ اس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ بہرحال نئی اردو میں ان

سابقوں کا استعمال دوبارہ عام کیا جائے گا۔

اردو میں بعض سابقوں کے متعدد مطالب لئے جاتے ہیں۔ مثلاً "غیر" کا سابقہ۔ اس کے کئی مطلب ہیں جو انگریزی کے other, non, un اور anti کے لاحقوں کے مترادف ہیں۔ ان سے فرق، تضاد، نفی پن اور مخالفت کے مختلف مفہوم لئے جاتے ہیں۔ متعدد مطالب ہونے کی باعث "غیر" کی استعمال میں فصاحت نہیں بلکہ مفہوم میں گڑبڑ اور الجھن پیدا ہوگئی ہے۔ یہی حال اردو کے لاحقہ "یت" کا ہے۔ یہ انگریزی کے کئی لاحقوں کا مفہوم رکھتا ہے۔ مثلاً ity cracy, ism, اور archy، جن سے کیفیت (Quality) تھیوری، عقیدہ اور ریاستی نظام جیسے مختلف مفہوم لئے جاتے ہیں۔ اس لئے اردو کا یہ لاحقہ بھی گڑبڑ اور الجھن کا باعث ہے۔ فصاحت و بلاغت کا پہلا اصول یہ ہے کہ ایک لفظ یا سابقہ اور لاحقہ کو کم و بیش ایک یا یکساں معنوں اور مفہوم میں استعمال ہونا چاہئے۔ مگر اردو بولنے والے اپنی ذہنی اور فکری کاہلی کی وجہ سے اس اصول کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔

نئی اردو کے سابقوں اور لاحقوں میں معنوی تخصیص: نئی اردو میں سابقوں اور لاحقوں کے مختلف النوع معنوں کو ترک کردیا جائے گا اور ہر ایک سابقہ اور لاحقہ کا ایک ہی معنی اور مفہوم مختص کیا جائے گا تاکہ معنے کی گڑبڑ ختم ہو جائے اور فصاحت و بلاغت پیدا ہو۔ مثلاً "غیر" کے سابقے کے صرف ایک ہی مفہوم یعنی کسی چیز کی غیر موجودگی یا غیر حاضری لیا جائے اور اس کے دوسرے تمام مفہوم کے لئے اور سابقے تجویز کئے جائیں گے۔ اسی طرح نئی اردو میں

"یت" کے لاحقہ کا ایک ہی مفہوم یعنی کیفیت یا حالت لیا جائے گا۔ باقی اور مفہوم کے لئے انگریزی کے ism اور cracy وغیرہ استعمال ہوں گے۔ مثال کے طور پر اردو میں democracy کے معنے جمہوریت کیا جاتا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہ لفظ جمہور = عوام یا لوگ + یت = ism کے معنوں میں ہے۔ لہٰذا یہ انگریزی کے لفظ populism کے مترادف ہے۔ جس سے عوامیت پسندی کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ democracy کا صحیح ترجمہ جمہور شاہی ہو گا۔ اگر جمہور کے ساتھ شاہی کا لاحقہ مناسب نہ تصور کیا جائے تو انگریزی کا لاحقہ cracy استعمال کیا جا سکتا ہے۔ تب democracy کا صحیح ترجمہ جمہورو کریسی ہو گا۔

انگریزی سابقوں اور لاحقوں کا استعمال : اردو میں سابقوں اور لاحقوں کی کمی ہے۔ انگریزی کے مقابلے میں ان کی تعداد ایک تہائی ہے۔ اگر معنوں کی تخصیص کا اصول بھی اپنایا جائے تب بھی ضروری سابقے اور لاحقے دستیاب نہیں ہوں گے۔ نئی اردو میں اس کمی کو انگریزی زبان کے موزوں سابقے اور لاحقے اوھار لے کر پورا کیا جائے گا۔ یہ کام نئی اردو کا ترقیاتی بورڈ کرے گا۔ مثلاً اردو کے سابقہ غیر کے دوسرے مطالب کے لئے نئی اردو میں انگریزی کے سابقے anti مخالفت کے مفہوم میں اور contra تضاد کے مفہوم میں استعمال ہوں گے۔ اسی طرح انگریزی کے لاحقہ ise کو aiz کی صورت میں نئی اردو میں اختیار کر لیا جائے گا۔ نئی اردو میں یہ طریقہ کوئی نیا نہیں ہو گا۔ اردو میں بھی انگریزی کے بعض لاحقے اور سابقے استعمال ہوتے ہیں، مثلاً ٹیلی

مواصلات Tele-communication کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
نئی اردو میں نہ صرف موجودہ اردو کے صرفی طریقے استعمال ہوں گے بلکہ متعدد انگریزی کے الفاظ کے ساتھ ان کے سابقہ اور لاحقہ بھی ادھار لے لئے جائیں گے۔ ہم یہاں لفظ ''عمل'' کی مثال لیتے ہیں۔ اس کو انگریزی لفظ Act کا ترجمہ تصور کیا جاتا ہے۔ مگر اس میں انگریزی کے مترادف کی حرفی بوقلمونی نہیں پائی جاتی مثلاً Act کو activity, active, action, acting اور activism جیسے الفاظ میں بدل لیا جاتا ہے' جبکہ اردو کے لفظ ''عمل'' سے ایسی صرفی تبدیلیاں ممکن نہیں اس لئے' نئی اردو میں عمل کے ساتھ ساتھ انگریزی کے لفظ Act کی مختلف صرفی صورتوں کو بھی استعمال میں لایا جائے گا۔
نئی اردو ترقیاتی بورڈ اس طریقہ کو موثر اور عمومی بنائے گا تاکہ نئی اردو میں جامعیت اور وسعت پیدا ہو۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے سابقے اور لاحقے: انگریزی زبان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے تقریباً'' پانچ سو سابقے اور لاحقے ہیں۔ اس کے مقابلے میں اردو میں ان کا وجود قطعاً'' ناپید ہے۔ ظاہر ہے کہ جب جمود زدہ معاشرہ میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم و فنون کا وجود بھی نہ ہو تو ان کے سابقوں اور لاحقوں کا تصور بھی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ اردو کی پسماندگی اور کم مائیگی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ نئی اردو کا ترقیاتی بورڈ اس کمی کو انگریزی کے سابقے اور لاحقے ادھار لے کر پورا کر لے گا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہر ایک سائنس اور ٹیکنالوجی کی اپنی ضروریات اور

نظریات کے باعث اکثر الگ الگ سابقے اور لاحقے ہوتے ہیں۔ جن کی چند مثالیں ہم ذیل میں تحریر کر رہے ہیں۔

سابقے : کیمسٹری اور متعلقہ سائنسوں میں nitro, oxy, hydro carbo, فزکس اور متعلقہ سائنسوں اور ٹیکنالوجی میں electro 'thermo, جیولوجی میں es, oro حیاتیاتی سائنسوں میں zoo gen,iso,cata,meta,Phyto

لاحقے : کیمسٹری میں ide, ite, ine میڈیکل سائنسوں میں itis اور عام سائنسوں میں metre وغیرہ۔

چونکہ نئی اردو میں سائنسی الفاظ اور اصطلاحات ادھار لی جائیں گی اس لئے ان کے سابقوں اور لاحقوں کو بھی اختیار کر لیا جائے گا۔

مرکب الفاظ

اب تک ہم نے صرفی سابقوں اور لاحقوں کا ذکر کیا ہے۔ اردو میں انگریزی کی طرح مرکب الفاظ بھی بنائے جاتے ہیں' یعنی بعض دو لفظوں کو ملا کر ایک نیا لفظ اور معنے بنا لئے جاتے ہیں۔ انگریزی میں تو یہ طریقہ بہت آسان ہے کیونکہ اس کا رسم الخط ایسا ہے کہ جس میں hyphen لگا کر یا اس کے بغیر بھی دو لفظوں کو جوڑا جا سکتا ہے اور نئے معنی پہنا لئے جاتے ہیں۔ اردو میں اس طریقہ میں کافی دقت ہوتی ہے۔ کیونکہ اردو کے فارسی یا عربی یعنی نستعلیق اور نسخ کے رسم الخط میں دو لفظوں کو اس طرح نہیں جوڑا جا سکتا۔ تاہم الفاظ کی تحریری صورت ایسی ہے کہ ان کو ملا کر نیا لفظ بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً دامن گیر' جو دو لفظ

دامن اور گیر کے ملاپ سے بنا ہے۔ بہر حال یہ وقت نئی اردو کے رسم الخط میں پوری طرح ختم ہو جائے گی۔ چونکہ یہ لاطینی رسم الخط ہو گا جس میں hyphen باآسانی استعمال ہو سکے گا۔ اس طرح نئی اردو موجودہ اردو کی نسبت زیادہ جامع اور فصیح و بلیغ زبان ثابت ہوگی۔

سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات اور نئی اردو

پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو ترقی دینے کی غرض سے اوریجنل تحقیق (original research) کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ پاکستانی عوام میں سائنسی سوچ رویے اور عادات پیدا کیے جا سکیں جو معروضیت' واقعیت پسندی اور عقلی دلائل کے متقاضی ہوتے ہیں۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے نئی اردو میں سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات اپنائی جائیں گی۔ اور انگریزی اور دوسری جدید زبانوں کی سائنسی اور دیگر علمی کتابوں اور شاہ پاروں کو نئی اردو میں ترجمہ کیا جائے گا۔ بلاشبہ پہلے بھی کئی مرتبہ انگریزی کی سائنسی اور دوسری علمی کتابوں کا اردو ترجمہ کرنے کی کوششیں ہوئیں۔ اس غرض سے فارسی اور عربی کے لفاظ اور اصطلاحیں بھی بڑی تعداد میں اردو میں اختیار کی گئیں۔ مگر یہ کوششیں کبھی بھی پوری طرح کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو پائیں۔ اس کی وجہ فارسی کے عموماً" اور عربی کے خصوصاً" ثقیل اور غیر مانوس الفاظ اور اصطلاحیں تھیں۔ نئی اردو کو ترقی دینے والے اس غلطی کو نہیں دہرائیں گے۔ اس کے برعکس 'نئی اردو ترقیاتی بورڈ زیادہ تر انگریزی کے سائنسی اور تکنیکی الفاظ اور اصطلاحات کو نئی اردو میں من و عن اختیار کرے گا۔ اول تو پاکستانی عوام ان سے

کافی مانوس ہیں۔ علاوہ ازیں ایسے انگریزی کے الفاظ اور اصطلاحات اختیار کیے جائیں گے۔ جو بین الاقوامی رواج اور حیثیت حاصل کر گئے ہیں۔ اس سے نئی اردو میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے زمانہ کے ساتھ چلنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ در حقیقت سائنس اور ٹیکنالوجی عالمگیر علوم ہیں۔ بین الاقوامی نوعیت کے الفاظ اور اصطلاحات کو اپنانے سے ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کی عالمی برادری کا حصہ بن سکیں گے۔ مزید بر آں اس طریقہ سے نئی اردو بہت جلد جدید زبان بن جائے گی اور تحقیق اور سائنسی ترقی میں بھی سرعت اور تیزی آجائے گی۔

انگریزی کی سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات کا ترجمہ کرتے وقت دو باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اول ایسی اصطلاحات جو بین الاقوامی رواج پا گئی ہیں اور پاکستان میں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان کا ترجمہ کرنا بے سود ہے۔ مثلاً ٹمپریچر' بیرومیٹر وغیرہ۔ دوم اگر سائنسی اصطلاحات کا اردو میں ترجمہ کرنا ہی ہو تو عربی کے ایسے لفظ لینے چاہیئے جو اردو کی لغت اور گرامر سے مطابقت رکھتے ہوں۔ غیر مانوس عربی الفاظ میں ترجمہ کرنا جو عرب بھی نہیں کرتے' نامناسب ہے۔ فارسی کی لغت اور گرامر چونکہ اردو سے کافی ملتی جلتی ہے اس لئے اس زبان کے الفاظ میں انگریزی الفاظ کا ترجمہ اتنا نامناسب نہیں ہوتا۔

باب 5

نئی اردو کا لاطینی رسم الخط

تاریخ انسانی میں اولاً زبان محض بول چال کا ذریعہ تھی۔ مگر محض بول چال تک محدود زبان خواہ کتنی فصیح و بلیغ کیوں نہ ہو' ایک حد تک ہی ترقی کر سکتی ہے۔ اس سے آگے اس کو رسم الخط کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ رسم الخط صرف تحریر کا طریقہ نہیں بلکہ تحریر کے ذریعے وقت اور علاقے (Time & Space) سے بالا تر کر زبان کی ترقی اور فروغ میں نہایت اہم رول ادا کرتا ہے۔ مثلاً ہم پرانے وقتوں کی کتابوں اور تحریروں سے آج بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔ تاہم اس رول کی نوعیت اور خوبی رسم الخط کی اپنی املائی (orthographical) خاصیتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ہر طرح کا رسم الخط اپنی زبان کی ترقی اور فروغ میں ممد و معاون ثابت نہیں ہو سکتا۔ بالفاظ دیگر رسم الخط کا سہارا اسی وقت اور حد تک موثر ہوتا ہے جس قدر اس میں نئے نئے خیالات اور ضروریات کے بدلتے ہوئے اظہار کی صلاحیت ہو۔ تب وہ نہ صرف اطلاع کا کام صحیح کر سکے گا بلکہ نت نئے خیالات' جذبات' ضروریات اور تقاضوں کو دور کے لوگوں اور بعد میں آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا کام پورا کرے گا اور جدید مسائل اور چیلنجوں کا بطریق احسن مقابلہ بھی کر سکے گا اور بدلتے ہوئے حالات' ضروریات اور صورتوں کو موزوں اور موثر طور سے بیان کر سکے گا۔ رسم الخط کی ان خوبیوں اور صلاحیتوں کی اہمیت گزشتہ زمانوں کی نسبت زمانہ جدید میں بہت بڑھ گئی ہے

اور ہر روز بڑھ رہی ہے۔

اردو کا روایتی رسم الخط فارسی سے اخذ کیا گیا جس کو نستعلیق کہا جاتا ہے۔ کوشش بہت کی گئی کہ نسخ کو جو عربی سے لیا گیا ہے پاکستان میں رائج کیا جائے۔ مگر نستعلیق کی مقبولیت اور نسخ کے املا کی دقت کی وجہ سے یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔

فارسی رسم الخط کی خامیاں: گو کہ اردو کا فارسی یا نستعلیق رسم الخط سینکڑوں سال سے استعمال ہو رہا ہے۔ تاہم اس میں املائی اور دوسری خامیاں پائی جاتی ہیں جو اردو زبان کی ترقی اور فروغ میں مانع رہی ہیں۔ اس رسم الخط میں سب سے بڑی خامی لفظ اور تلفظ میں بعد ہے۔ یعنی اس میں لفظ اور اس کی آواز میں ربط نہیں۔ اس وجہ سے یہ غیر صوتی یا unphonetic رسم الخط بن گیا ہے۔ یہ خرابی فارسی رسم الخط کی دوسری خامی کے باعث اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس رسم الخط میں حروف علت کی کمی ہے۔ در حقیقت اس رسم الخط میں تین حروف علت ہیں 'یعنی الف' ی اور ے۔ ان کے علاوہ تین علامتیں ہیں جو حرف علت کا کام کرتی ہیں 'یعنی زبر' زیر اور پیش 'جو لفظ کے اوپر اور نیچے لگائی جاتی ہیں۔ مگر یہ اکثر تحریر اور طباعت میں نظر انداز بھی کر دی جاتی ہیں۔ جس کے باعث تحریر کو پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے املا میں "ڈ" اور "د" میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اس رسم الخط کی تیسری خامی اس کے Consonants کی شکل میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ بہت سے Consonants متعدد شکلوں میں لکھے

جاتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات تو صرف نقطے کی صورت میں ہی باقی رہ جاتے ہیں۔ مثلاً م اکثر لفظوں میں اپنا سارا دھڑ کھو دیتا ہے اور صرف اس کی ذرا سی منڈی اس کی نمائندگی کرتی رہ جاتی ہے۔ یہی حال ب ت ث ٹ ج چ اور تقریباً" تمام حروف کا ہے۔ اردو کے حروف کی ان تبدیلیوں کے باعث تعداد بہت ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق اردو کے حروف کی تعداد چار سو ہے۔ نئی اردو کے لاطینی رسم الخط میں حروف تہجی کی تعداد 38 بڑے حروف (Capital Letters) اور 38 چھوٹے حروف ہوں گی۔ فارسی حروف تہجی کی اتنی تعداد ہونے کے باعث اس کی تدریس کافی دقت اور وقت طلب ہوتی ہے۔ جبکہ نئی اردو کے حروف تہجی کی تعداد بہت کم ہوگی۔ اس لئے اس کو بچوں اور بالغ مبتدیوں کے لئے سیکھنا بہت آسان ہو گا۔

اردو کے فارسی رسم الخط میں تقریباً" ہر ایک لفظ دو یا دو سے زیادہ حصوں میں بٹا ہوتا ہے۔ اردو کی اس خامی کے باعث اس میں hyphen استعمال نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اکثر ایسے مرکب الفاظ نہیں وضع کئے جا سکتے جو دو لفظوں سے مل کر بنتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ہم نے اوپر دی تھی، یعنی لفظ "دامن گیر" چار حصوں میں پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں اردو کے تقریباً" ہر ایک لفظ کے حرفوں کی شکل اس قدر بدل جاتی ہے اور ان کو املا میں ایسے ٹیڑھے بھنگے طور پر لکھا جاتا ہے۔ مثلاً "میں" کو دیکھیں۔ اس میں "م اور "یے" ننھی سی بن گئیں۔ علاوہ ازیں 'میں اور مں میں فرق کرنا بھی مشکل ہے۔

اردو کے فارسی رسم الخط میں بڑا حرف یعنی کیپٹل لیٹر لکھنا ناممکن ہے۔

اردو لکھنے کے املا اور تحریر میں یک رنگی (monotony) پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اردو میں خیالات کے اظہار میں بڑی دشواری ہوتی ہے۔ کیپٹل حروف کے استعمال سے مفہوم میں تنوع پیدا کر کے اظہار خیال میں فصاحت و بلاغت پیدا کی جاسکتی ہے۔ مثلاً اسم عام اور اسم خاص میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ پیراگراف کے شروع میں حرف کو بڑا لکھ کر اس کی ابتداء کو واضح کیا جاسکتا ہے اور بعض اوقات سارے لفظ یا جملے کو کیپٹل حروف میں لکھ کر کسی بات یا مطلب کو واضح یا نمایاں کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ تمام خوبیاں فارسی رسم الخط پیدا نہیں کی جاسکتیں۔ جبکہ یہ سب کچھ نئی اردو کے لاطینی رسم الخط میں ممکن ہو گا۔

مزید بر آں فارسی رسم الخط میں ریاضی اور باقی سب سائنسوں اور ٹیکنالوجیز کی تمام نشانیاں اور علامتیں استعمال کرنا کم و بیش ناممکن ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اردو میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی نہیں ہوئی۔ نئی اردو کے لاطینی رسم الخط میں تمام سائنسی اور تیکنیکی علامتیں اور اشارے باآسانی استعمال ہوں گے۔

زبان ایک semantic یعنی معنوی اظہار کا ذریعہ ہے۔ جو ایک شخص یا اشخاص کے خیالات' احساسات' خواہشات' ارادے' جذبات وغیرہ دوسرے یا دوسروں تک پہنچاتا ہے' جو زمانہ اور فاصلہ کے فرق کے باعث مل نہیں سکتے۔ یہ ذریعہ یا میڈیم اور بھی زیادہ واضح اور موثر ہوتا ہے اگر رسم الخط اس میں ممدو معاون ثابت ہو۔ مگر یہ تبھی ممکن ہوتا ہے جب رسم الخط میں یہ خوبی اور صلاحیت موجود ہو۔ اردو کے نستعلیق اور نسخ رسم الخط میں یہ صلاحیت کم اور

ناکافی ہے۔ لہٰذا یہ معاشرتی عمل اور علمی ارتباط وارتقا میں بڑی رکاوٹ بنتا ہے۔ ان خامیوں اور نقائص کو ختم کرنے کے لئے ہم نے نئی اردو کے لئے لاطینی رسم الخط تجویز کیا ہے۔

نئی اردو کا لاطینی رسم الخط

نئی اردو کا رسم الخط لاطینی رسم الخط سے لیا گیا ہے۔ تاہم اردو میں بعض ایسی آوازیں بھی ہیں جن کے لئے لاطینی رسم الخط میں حروف نہیں ملتے' اس لئے ہم نے بعض حروف جدید ترکیہ کے رسم الخط سے اخذ کئے ہیں' مثلاً جیم کے لئے c' چ کے لئے C شین کے لئے S اور غین کے لئے G۔ مزید برآں اردو کی بعض آوازیں ہیں جو کسی اور زبان یا رسم الخط میں نہیں ملتے۔ ان کے لئے خاص حرف تجویز کئے گئے ہیں۔ مثلاً ڑ کے لئے تجویز کیا ہے۔

دو وضاحتیں: پیشتر کہ ہم لاطینی رسم الخط کو بیان کریں ایک دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

لاطینی رسم الخط رومن رسم الخط نہیں: ظاہری مشابہت کے باعث یہ مغلطہ ہو سکتا ہے کہ نئی اردو کا لاطینی رسم الخط رومن اردو کا رسم الخط ہے۔ مگر ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ رومن اردو ہندو پاکستان کے انگریز حکمرانوں نے اولاً سول اور فوجی انگریز ملازمین کو انتظامی معاملات کے لئے اور بعد میں جب سامراجی حکمرانوں نے دیسی فوج تیار کرلی تو دیسی جوانوں کو فوجی طور و طریقے سکھانے کے لئے اختراع کی تھی' جو اکثر ان پڑھ ہوتے تھے۔ بعد ازاں برصغیر ہندو پاکستان کے ہندو اور مسلمانوں نے اپنے سرکاری اور دوسری

ضروریات میں اس کو کافی حد تک اپنا لیا۔ اس طرح لوگ اپنے نام' سکول اور ریلوے سٹیشن وغیرہ کے نام رومن اردو میں لکھنے لگے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی ان ناموں کو رومن اردو میں ہی لکھا جاتا ہے۔ تاہم رومن اردو غیر صوتی رسم الخط ہے۔ کیونکہ اردو کے 36 حروف کو انگریزی کے 26 حروف تہجی سے کام لیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اردو حروف تہجی کے کئی حرفوں کو ایک ہی حرف سے لکھا جاتا ہے۔ مثلاً T سے ت اور ٹ' D سے دال اور ڈال مراد لی جاتی ہے جو تحریر اور صوتی گڑبڑ کا باعث بنتی ہیں۔ مثلاً رومن اردو میں طوطی اور ٹوٹی میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس نئی اردو کا لاطینی رسم الخط رومن اردو کی خامیوں سے بالکل پاک ہو گا اور اردو کے تمام صوتی ضروریات کو پورا کرے گا۔

دوم۔ نئی اردو کا لاطینی رسم الخط اردو کے فارسی رسم الخط کی جگہ نہیں لے گا بلکہ اردو شاعری' ادب اور اسلامی کتابوں اور تصانیف کے لئے حسب دستور فارسی رسم الخط ہی استعمال ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ گزشتہ کئی صدی سے ہو رہا ہے۔ اس طرح پاکستان میں دو رسم الخط ہوں گے یعنی فارسی اور لاطینی رسم الخط۔ صرف رومن اردو اور اس کے رسم الخط کو دیس نکالا ملے گا۔

دو رسم الخطوں کا بڑا فائدہ ہو گا۔ جہاں تک اردو کی شاعری' ادب اور اسلامی تحریروں کا تعلق ہے وہ بدستور فارسی الخط میں ہی لکھے جائیں گے۔ اس طرح پاکستان اپنے تاریخی اور تمدنی ورثہ سے منقطع نہیں ہو گا۔ جبکہ نئی اردو کا لاطینی رسم الخط قدرتی اور حیاتیاتی سائنسوں' معاشرتی سائنسوں' جدید آرٹس اور فلسفہ کی تحقیق' ترقی اور ترویج کے فرائض ادا کرے گا۔ اس طرح ایک طرف پاکستان اپنے تمدنی ورثہ اور ادبی و اسلامی خزینہ سے محروم نہیں ہو گا اور

دوسری طرف سائنس آرٹس اور فلسفہ میں تحقیق و ترقی کی راہیں کھلیں گی اور ملک و قوم ترقی کریں گے۔

نئی اردو کے حروف تہجی اور ان کے اردو مترادفات اور مثالیں

ہم ذیل میں نئی اردو کے لاطینی حروف تہجی کا خاکہ پیش کر رہے ہیں اور ان کے اردو مترادفات' تلفظ اور مثالیں بھی پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ لاطینی حروف تہجی کا تلفظ موجودہ اردو کے حروف کے تلفظ کے مطابق ہو گا۔ سوائے آخری چار حرفوں کے' جو انگریزی سے حاصل کئے گئے ہیں۔ جن کا تلفظ بھی انگریزی حروف کے مطابق ہو گا۔

نئی اردو کے حروف تہی	موجودہ اردو کے مترادف حروف اور تلفظ	مثالیں
Aa	آ (الف)	آپ=Ap آج=Ac آیئے=Aie
Àà	زبر (زبر)	اب=äb اپنا=Àpna افراد=Äfrad
Bb	ب (بے)	باپ=Bap بات=Bat بن=Bän بابا=Baba
Pp	پ (پے)	پاپا=Papa پتہ=Päta پتہ=Pätta پانی=Pany
Tt	ت ط (تے)	تاش=Taş تل=Til طوطا=Tota
Tt	ٹ (ٹے)	ٹاٹ=Tat
Ee	ے (ے)	یہ=Yeh جائے=Çaie کیک=Kek

نئی اردو کے حروف تہی	موجودہ اردو کے مترادف حروف اور تلفظ	مثالیں
C	ج(جیم)	جی = Cy‘ جان = Can‘ جانور = Canvänr‘ جوڑی=Co y
Ç	چ(چے)	چمچہ=Çāmça‘ چائے=çae‘ چاول=Çavāl
Ii	ی(ای)	اس =Is‘ انہیں =Inhen‘ عزت = Izzät
Ïi	(ای لمبی)	آئین=Aīn‘ پائیں=Pain
Hg	ح(حے)	حالی = Haly‘ حالت = Halat‘ حلف=Half
Կ ب	خ(خے)	خالی = Կali‘ خالہ = Կala‘ خدا = Կuda‘ خوراک=ɣurak
Δ ∂	د(دال)	دال = Δal‘ دلیہ = Δälēa‘ داڑھی = Δaṛhy‘ دانت=Δant
Dd	ڈ(ڈال)	ڈاک = Dak‘ ڈاک خانہ Dakկana‘ ڈنڈا=Danda

نئی اردو کے حروف تہی	موجودہ اردو کے مترادف حروف اور تلفظ	مثالیں
Rr	ر(رے)	رات=Rat' راج=Rac' راگنی = Ragny
Яя	ڑ(ڑے)	اڑنا=UЯna' اوڑھنی=OЯhny
Jj	ژ(ژے)	ژالہ = Jala' ژرف نگاہی = Järfnigahy
Oo	(او)	آؤ=Ao' پیو=Pio
Ö̈ö̈	(عو)	اور=Ör' عورت=Örät
Ss	س ص(سین)	سالن = Salän' سانپ = Saňp' صابن=Sabun
Ş̗ş̗	ش(شین)	شان=Şan' شوخی=Şo૪y
Ǝɘ	ع(عین)	عین = ƎƏn' عیش = ƎƏş
Ǵǵ	غ(غین)	غافل=Ǵafil' غوطہ=ǵota' غلطی=Ǵäläty
Ff	ف(فے)	فاتح=Fateh' فتح=Fäteh' فتنہ = Fitna
Qq	ق(قاف)	قبضہ=Qäbza' قائم=Qaim
Kk	ک(کاف)	کاٹ=kat' کاٹنا=Katta

نئی اردو کے حروف تہجی	موجودہ اردو کے مترادف حروف اور تلفظ	مثالیں
Gg	گ (گاف)	گھاس = ghas، گیس = gas، گھی = ghy، گشت = Gäşt
Ll	ل (لام)	لشکر = Läşkär، لطف = Lutf، لطیفہ Lätifa
Mm	م (میم)	میں = Mea، میں = Men، منہ = Miuh، مینہ = Mum
Nn	ن (نون)	ناف = Naf، نہیں = Nahiu، ناگ = Nag
Иu	ں (نون غنہ)	کہیں = Kahin، کہیں = Kahen، انگور = aиgur
Uu	(عو)	عمدہ = Umdah، عزلت = Uzlat
Üü	عولمبا	دودھ = Δüdh، قیوم = Qäyyüm
Vv	و (واعو)	وزیر = Vazir، واویلہ = Vavela، واجب = Vacib
Ww	ڈبلیو	واٹر = Water (انگریزی کے ادھار لفظوں کیلئے)
Xx	ایکس	لکشمی = Laxmy ریاضی کی علامت اور انگریزی لفظوں کے لئے)
Yy	وائی	یعنی = Yani، کیا = Kiya، گوری = Gory

مثالیں	موجودہ اردو کے مترادف حروف اور تلفظ	نئی اردو کے حروف تہی
ظالم=Zalim' ظلم=Zulm' ذلیل = Zälil ' زور = Zor' ضامن = Zámin' زمین=Zamin	ز ذ ض ظ (زیڈ)	Zy

چند قوائد

نئی اردو کے رسم الخط کے متعلق چند قواعد ملحوظ خاطر رکھے جائیں گے۔ اس کی تحریر میں ہر حرف کو بولنا ہو گا۔ انگریزی کے برعکس نئی اردو میں کوئی Diphthong اور Digraph نہیں ہو گا۔ ہرایک حرف کی آواز ہوگی۔ اس لئے اس کو واضح طور پر بولا جائے گا۔ مزید برآں' اس میں کوئی خاموش حرف (silent letter) نہیں ہو گا۔

دوم ۔ نئی اردو کی صفت کے آخری حرف ی کو "i" میں اور اسم اور صفتی اسم کے آخر میں ی کو y سے لکھا جائے گا۔ مثلاً گوری لڑکی Gori Larky نیلی بطور نام Nīly ہو گا مگر بطور صفت = Nīli ۔ عقلمندی Äqlmändy' نیکی=Neky' کوٹھی=Kothy' روٹی=Roty' طوطی Tutу=' کام=Kam' کم=Käm' خوبی=Yuby' خوبیاں=Yubyan' بگاڑ=Bagar' مقام=Mäqam

سوم ۔ نئی اردو کے لاطینی رسم الخط میں کیپٹل حرف (Capital Letter) کو مختلف انداز اور معنوں میں استعمال کیا جائے گا۔ مثلاً ہر نئے جملے کا

پہلا حرف کیپٹل ہو گا۔ اسی طرح اگر نئی اردو میں شعر لکھا جائے گا تو ہر مصرع کا پہلا حرف کیپٹل ہو گا۔ مزید بر آں، انگریزی کی طرح، اسم خاص کا پہلا حرف کیپٹل ہو گا۔ اس کے علاوہ، اسم عام کے پہلے حرف کو کیپٹل میں لکھ کر اسم خاص بنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً "اگر culture کو C کیپٹل میں لکھیں تو اس کے معنی خاص Culture مراد ہے اور اگر چھوٹی c میں لکھیں تو کسی طبقہ یا گروہ کی cultuse یا subculture کے معنے لئے جاتے ہیں۔ اس طرح صرف پہلے حرف کو بڑا یا چھوٹا لکھ کر دو مختلف خیال بیان کئے جاسکتے ہیں۔ فارسی رسم الخط میں اس کی املائی یک رنگی یا غیر مبدل صورت کے باعث یہ خوبی پیدا نہیں کی جاسکتی۔

چہارم۔ حرف علت (Vowels) کی آواز کو بدلنے کے لئے جو حرف کے اوپر دو نقطے لگائے جائیں گے ان کو جرمن لفظ Umlaut سے موسوم کیا جائے گا۔

پنجم۔ نئی اردو میں جو انگریزی کے لفظ ادھار لئے جائیں گے ان کو جہاں تک مناسب ہو گا انگریزی رسم الخط کی بجائے نئی اردو کی رسم الخط میں لکھا جائے گا۔ مثلاً

نئی اردو میں لکھائی	انگریزی ادھار الفاظ	نئی اردو میں لکھائی	انگریزی ادھار الفاظ
Filosofy	Philosophy	Produs	Produce
Kemistry	Chemistry	Produkt	Product
Kemikal	Chemical	Produktion	Production
Elektroniks	Electronics	Psykolocy	Psychology
Institution	Institution	B[illegible]cy	Biology

لاطینی رسم الخط کے فوائد

نئی اردو میں لاطینی رسم الخط اپنانے سے کئی فائدہ مند تبدیلیاں پیدا ہونگی۔ موجودہ اردو کے فارسی رسم الخط کی ساری خامیوں اور نقائص سے نجات مل جائے گی۔ اس کی واضح اور صاف تحریر کے باعث بچے اور بالغ مبتدی اس زبان کو باآسانی سیکھ سکیں گے۔ ایک اندازے کے مطابق فارسی رسم الخط کے مقابلے میں نیا رسم الخط ایک چوتھائی مدت میں سیکھا جائے گا۔ یعنی بچہ اور بالغ مبتدی اس کے قاعدہ کو پانچ چھ ماہ میں پڑھنا لکھنا سیکھ سکیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ملک میں چند سال میں خواندگی کی شرح سو فیصد ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں جدید سائنسوں اور آرٹس اور ٹیکنالوجی کے تمام نشانات (signs) اور علامات (symbols) اور فارمولوں کو باآسانی نئی اردو میں اپنالیا جائے گا۔ اس طرح نئی اردو میں ریاضیات' طبیعات' علوم کیمیا' علوم حیاتیات' جدید میڈیکل سائنسز انجینئرنگ اور جدید ٹیکنالوجیوں کو جلد اختیار کیا جائے گا۔ یہ تبدیلی موجودہ اردو میں پاکستان کے قیام سے آج تک ممکن نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ خلائی سائنسز اور ٹیکنالوجیوں کو بھی نئی اردو میں لکھا جاسکے گا۔ ظاہر ہے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پاکستانی قوم انگریزی کے غلبہ کو ختم کر سکے گی۔

نئے رسم الخط کے ہجے اور تلفظ کی خوبیاں: موجودہ اردو کے فارسی رسم الخط نے اردو کی متعدد الفاظ کے ہجے اور تلفظ کو بگاڑ دیا ہے۔ خاص کر ان الفاظ کو جو عربی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یعنی ان کو Vulgarized کر دیا ہے۔ ان کے ہجوں کو تو کچھ حد تک اعراب لگا کر درست کر لیا جاتا ہے۔ مگر نہ تو تحریر میں

اور نہ ہی طباعت میں اعراب کو اکثر لگایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ املائی خرابی کم و بیش قائم رہتی ہے۔ اس کے برعکس 'نئی اردو کے لاطینی رسم الخط میں یہ خرابیاں ہرگز نہیں پیدا ہوں گی' کیونکہ یہ رسم الخط صوتی یعنی Phonetic ہو گا۔ اس کے ہر تلفظ میں کوئی ابہام نہیں ہو گا۔ مثالیں بہت ہیں۔ مگر ہم ان میں سے یہاں چند کا ذکر کریں گے۔ لفظ "منتظر" کو اگر اعراب نہ لگائیں تو اس کے دو مختلف معنے واضح نہیں ہوتے 'مگر نئی اردو کے رسم الخط میں دونوں صورتوں کو واضح طور پر لکھا اور پڑھا جائے گا۔ یعنی Muntäzär اور muntäzir۔ اس کے علاوہ موجودہ اردو میں متعدد الفاظ کا تلفظ ہی بگاڑ دیا جاتا ہے۔ مثلاً farz (فرض) کو faraz 'قرض qarz کو qaraz' مرض marz کو maraz بولا جاتا ہے۔ تلفظ کی اس خرابی کی وجہ اردو میں حروف علت کا املا واضح نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے قاری ان لفظوں کو پڑھتے اور بولتے وقت اپنی سہولت کے مطابق مزید حروف علت ڈال لیتا ہے۔ یہی حال "غلطی" کا ہے جس کو غلط پڑھا اور بولا جاتا ہے۔ جبکہ نئی اردو میں اس کو واضح طور پر Gälät'y پڑھا اور بولا جائے گا۔ اس طرح نئی اردو زبان کی صحت اور درستی کی ضامن ہو گی۔

نئی اردو میں تحریر اور ترجمہ کی خوبیاں : انگریزی اور دوسری جدید زبانوں کی تحریر میں لفاظت نہیں پائی جاتی' بلکہ ہر ایک بات واضح' مختصر اور فصیح و بلیغ الفاظ میں بیان کی جاتی ہے۔ مگر موجودہ اردو میں یہ خوبیاں نہیں پائی جاتی' بلکہ اس میں تحریری لفاظیت اور طوالت سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کی پہلی وجہ تو موجودہ اردو میں Punctuation Marks کی کمی ہے۔ مگر بڑی وجہ صحیح الفاظ اور

اصطلاحات کا فقدان ہے اس لئے تحریر و تقریر میں اختصار کی بجائے تشریح اور
طوالت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس نئی اردو میں جدید زبانوں کی طرح
تحریر اور تقریر میں اختصار جیسی خوبیاں پائی جائیں گی جن کی مثال ہم نے ٹیکنالوجی کی
ایک انگریزی کتاب کے اقتباس کے ترجمہ سے واضح کی ہے۔

English Text	اس کا نئی اردو میں ترجمہ
Microelectronics	**Mikroelektroniks**
One important aspect of microelectronics is concerned with building electronics systems using integrated circuits (IC's).	Mikroelektroniks ka ek əhm pəhlu ka təaluq integrete särkit (IS) Ko istimal kärke elektronik systemz bänana hä.
It has been responsible for many of the exciting developments in recent years.	Iske bais halia saloᴎ meᴎ kai həräť ängez ťäräqiať huiᴎ
An IC is a "densely populated" miniature electronic circuit It contains transistors, all made from, and connected on, a "chip" of silicon no more than 5mm square and 0.5mm thick. A small part of one is shown in Fig. 34.1, much manified.	IS ek "guncan abaδ" miniaçar elektronik sarkit hoťa ha. Ismeᴎ transistorz läge hoťe häᴎ, co säb ek silikon "çip", ťäqribän 5mm muräba ör 0.5 mm gäf, pär läge ör konnekte hoťe hän. Iska ek çhotasa tukȡa, böhäť mägnifaya hua, Fig. 34.1 meᴎ dikhaya gea hä.
From Electronics: For Today and Tomorrow By Tom Duncan	--- Elektroniks: Ac or Ainδa Käl ke lie. Äz Tom Dunkan

باب 6

نئ اردو کے ترقیاتی اصول اور طریقے

نئ اردو کا اولین مقصد تمام قومی ضروریات کے لئے انگریزی کی جگہ لے لینا ہے‘ خواہ یہ ضروریات عملی‘ سائنسی‘ علمی‘ تدریسی‘ تعلیمی‘ زرعی‘ صنعتی‘ اقتصادی‘ مالیاتی‘ ٹکنالوجیکل‘ اطلاعاتی‘ صحافتی‘ یا اندرونی اور بیرونی تجارتی نوعیت کی ہوں۔ علاوہ ازیں تمام تحقیقی اور تخلیقی کام اور تصانیف بھی نئ ارو میں لکھی جائیں گی۔ نئ اردو میں اوریجنل تحقیق (Original Research) کی جائے گی‘ کتابیں لکھی جائیں گی اور دنیا کی نامور کتابون کا ترجمہ بھی کیا جائے گا۔

ان مقاصد کے لئے ضروری ہو گا کہ نئ اردو کا مجموعہ الفاظ (Vocabulary) اتنا جامع ہو جتنا انگریزی کا‘ جس کو مناسب حد تک نئ اردو میں اپنالیا جائے گا۔ تاہم اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ ایسے انگریزی کے الفاظ اپنائے جائیں جن کے مترادف اردو میں موجود نہ ہوں۔ اس ضمن میں نئ اردو کی ماخذ زبانوں کا ذکر ضروری ہے۔

نئ اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کا ادغام: ایک عملی پروسس:

اردو کئی زبانوں کے امتزاج سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کی ابتداء ہندی فارسی‘ عربی اور ترکی زبانوں سے ہوئی۔ یہ عمل بارھویں صدی سے لے کر انگریز حکمرانوں کی آمد تک جاری رہا۔ بعد ازاں انگریزی الفاظ اور اصطلاحات بھی اردو میں در آنے لگیں۔ ادغام کا یہ عمل آج بھی پاکستان میں جاری ہے۔

پاکستان کی صوبائی اور علاقائی زبانوں میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے' جو برصغیر جنوبی ایشیاء میں صدیوں سے اپنے اپنے وقت کی اہم ترین زبان یا زبانوں نے پیدا کی۔ مثلاً زمانہ قدیم میں یہ صورت سنسکرت اور پالی زبانوں کی بالادستی کی باعث' مسلم انڈیا میں عربی اور فارسی کی اہمیت کے باعث اور زمانہ جدید میں انگریزی کے غلبہ کے باعث پیدا ہوئی۔ مگر اس مماثلت کے باوجود پاکستان میں لسانی سیاسی پارٹیاں اور لیڈرز بعض اعلانیہ طور پر اور بعض خفیہ انداز میں اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے خلاف مخالفت اور دشمنی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اپنی نفرت اور دشمنی میں دوسرے صوبوں اور علاقوں کے لوگوں کو بھی اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جہاں تک ان کا بس چلتا ہے' دوسروں کو جانی اور مالی نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس قوم دشمن سیاست کے باوجود پاکستان میں لسانی میل جول اور ادغام کا عمل بدستور جاری ہے۔ اردو اور پاکستان کی دوسری زبانیں الفاظ اور اصطلاحات ایک دوسرے سے اخذ کی جارہی ہیں۔ اس ادغامی پروسس کے پیچھے کئی اقتصادی' معاشرتی' سیاسی اور دوسرے عوامل کارفرما ہیں۔ ان میں آمدورفت کے ذرائع مثلاً سڑکیں اور ریلوے لائن' بسیں اور ہوائی جہاز' اطلاعاتی ذرائع مثلاً ڈاک' ٹیلی فون' فیکس وغیرہ' تجارتی ضروریات اور خط و کتابت' تعلیمی درسگاہیں وغیرہ مختلف صوبوں اور علاقوں کے لوگوں میں باہمی میل جول' معاشرتی اور تمدنی ارتباط اور تعلیم و تجارت کے روابط بڑھا رہے ہیں جن کے باعث اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے الفاظ' اصطلاحات اور محاورے پاکستان کے مختلف صوبوں اور علاقوں میں پھیل رہے ہیں۔ اس طرح اردو کے الفاظ ان زبانوں میں اپنا لئے جاتے ہیں اور ان زبانوں کے الفاظ'

اصطلاحات اور محاورے اردو میں اخذ کر لئے جاتے ہیں۔ اگر پاکستان میں انگریزی زبان کا غلبہ نہ ہوتا تو یہ ادغامی پروسس تیز تر ہوتا۔ بہرحال آج پاکستان میں مختلف صوبائی اور علاقائی زبانوں کے الفاظ اردو میں اپنا لئے گئے ہیں۔ مثلاً" وڈیرا (سندھی) جرغہ (پشتو) مک مکا (پنجابی) چند ایسے الفاظ ہیں جو اردو میں سارے پاکستان میں سمجھے اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ نئی اردو اور اس کے سرپرست ادارہ دائرہ مرکز تنظیم کے وجود میں آنے کے بعد یہ ارتباطی اور ادغامی عوامل اور زیادہ تیز اور وسیع تر ہو جائیں گے۔ پس وقت کے ساتھ ساتھ ان عوامل کے باعث نئی اردو اور دوسری پاکستانی زبانیں ایک دوسرے کے الفاظ' محاورے اور اصطلاحات اخذ کرتی رہیں گی اور ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر ہو کر ایک دوسرے میں اتنی مدغم ہو جائیں گی کہ ان کو نئی اردو سے اور نئی اردو کو ان سے الگ تصور کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ تب ایسا وقت آئے گا کہ فارسی شعر کے مصداق:

من تو شدم' تو من شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم' تو دیگری

نئی اردو اور انگریزی: نئی اردو کا ایک بڑا ماخذ انگریزی زبان ہو گی۔ اردو میں لوگ بلاسوچے سمجھے انگریزی کے بہت سے الفاظ استعمال کر لیتے ہیں۔ مگر نئی اردو میں یہ عمل سوچ سمجھ کر کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کا فیصلہ دائرہ مرکز تنظیم کا نئی اردو تحقیقاتی اور ترقیاتی بورڈ ہی کیا کرے گا۔ انگریزی الفاظ اخذ کرنے کے عمل کا ایک بڑا حصہ ان الفاظ پر مشتمل ہو گا جن کو ہم نے متحرک یعنی ڈائنمک الفاظ

الفاظ کہا ہے ان کے علاوہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی تمام تر اصطلاحیات (یعنی Terminology) بھی نئی اردو میں اخذ کرلی جائیں گی جن کی تعداد ہزاروں تک ہوگی۔ ان کو بھی جہاں تک ممکن ہو گا نئی اردو کے رسم الخط کے مطابق لکھا جائے گا۔ جب نئی اردو کا تحقیقاتی اور ترقیاتی بورڈ قائم ہو گا تو انگریزی کے ادھار اصطلاحات والفاظ اس کے فیصلہ کے مطابق اخذ کیۓ جائیں گے۔

اعتراض ہو سکتا ہے کہ نئی اردو تو انگریزی کے غلبہ کو ختم کرنے کا عزم لے کر آئے گی' تو وہ کیسے ہزار ہا انگریزی کے الفاظ اور اصطلاحات اخذ کر کے اس غلبہ کو ختم کرنے کا دعویٰ کر سکتی ہے؟ کیا یہ عمل غیر منطقی نہیں ہو گا؟ کیا یہ "گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز" کے مصداق نہیں ہو گا؟ چند روزمرہ کے انگریزی الفاظ اپنانے پر تو غلبہ کا اعتراض ہے' مگر نئی اردو خود انگریزی کے ہزاروں الفاظ اور اصلاحات اپنانے کو تیار ہے؟ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں؟

درحقیقت اس عمل میں کوئی غیر منطقی بات اور تضاد نہیں۔ اردو میں اور اس کے روایتی ماخذ زبانوں' عربی اور فارسی میں انگریزی کے جدید اور متحرک یا ڈائنمک الفاظ اور سائنسی اور تکنیکی اصلاحات کا وجود نہیں۔ گزشتہ ایک صدی سے زائد عرصہ سے نامور مترجموں نے عربی اور فارسی سے سائنسی الفاظ اور اصطلاحات کو اخذ کرنے کی کوشش کی' مگر تمام کوششیں بار آور ثابت نہ ہوئیں۔ وجوہات ہم نے اوپر بیان کی ہیں۔ یعنی اول تو ان کا عربی اور فارسی زبانوں میں ان کا سرے سے وجود ہی نہیں۔ مترجموں نے عربی کے جو ثقیل الفاظ اور اصطلاحات وضع کیں جو استعمال میں آہی نہ سکیں۔ اس اثناء میں انگریزی

بڑی سبک رفتاری سے ترقی کرتی رہی، جبکہ اردو جوں کی چال چلتی رہی۔ جس نے ان دونوں زبانوں میں لغت اور معنوں کا بعد اتنا بڑھا دیا کہ اس کو پاٹ کرنا ناممکن ہو گیا۔ چونکہ نئی اردو کا جلد انگریزی کے مساوی زبان بنانے کا عزم ہے اس لئے فی الوقت انگریزی کے تمام متحرک الفاظ اور سائنسی تکنیکی اصطلاحات کو ادھار لیا جائے گا۔ مزید بر آں عربی اور فارسی کے مقابلے میں انگریزی اتنی متحرک، جامع اور ترقی یافتہ زبان ہے کہ اس سے ادھار لفظ اور اصطلاحات لئے بغیر چارہ بھی نہیں۔ بہرحال انگریزی سے چھٹکارا اسی طریقے سے ممکن ہو گا جس طرح ہم نے اوپر تجویز کیا ہے۔ اس کے بعد جب ہمارے ملک میں انگریزی کا غلبہ ختم ہو جائے گا تو نئی اردو بھی قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں سے سائنسی الفاظ اور اصطلاحات اخذ کرنے لگے گی۔ تب وہ انگریزی کی محتاج نہیں رہے گی۔ بلکہ ایک جدید اور خود مختار زبان بن جائے گی۔

قدیم یونانی اور لاطینی زبانیں: نئی اردو کے چوتھے ماخذ قدیم یونانی اور لاطینی زبانیں ہوں گی۔ زمانہ جدید میں یہ زبانیں خاص طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے زبانیں تصور کی جاتی ہیں۔ چونکہ نئی اردو بھی سائنس اور ٹیکنالوجی کی زبان ہوگی اس لئے یہ بھی ان زبانوں کو اپنی ماخذ زبانیں شمار کرے گی۔ جب نئی اردو کا تحقیقاتی اور ترقیاتی بورڈ قائم ہو گا تو وہ نئی اردو میں سائنس اور ٹکنالوجی کے ضروریات کے لئے ان قدیم زبانوں سے نئے نئے الفاظ اور اصطلاحات اخذ کرے گا۔

نئی اردو کے ترقیاتی مرحلے

نئی اردو کی ترقی دو مرحلوں میں ہوگی۔ پہلے مرحلے میں انگریزی کے ایسے الفاظ جو متحرک اور تعقلی (Intellectual) نوعیت کے ہوں گے' اخذ کئے جائیں گے۔ تعقلی الفاظ کی مثال انگریزی کے الفاظ Synthesis, thesis Conation, Cognition' وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی اصطلاحات بھی نئی اردو میں اخذ کئے جائیں گی۔ تاہم ان اخذ شدہ الفاظ اور اصطلاحات کو نئی اردو کے اپنے لاطینی رسم الخط میں لکھا جائے گا۔ مثلاً انگریزی کے C کو اس کے آواز کے مطابق S یا K بنالیا جائے گا۔ اسی طرح انگریزی کے G کو اس کی آواز کے مطابق نئی اردو میں C یا G بنالیا جائے گا۔ انگریزی کے Ph کو f میں بدل لیا جائے گا۔ j کو انگریزی میں کبھی "ژ" اور کبھی "ج" کی آواز میں بولا جاتا ہے۔ مگر نئی اردو میں یہ حرف آواز کے مطابق j یا C میں بدل لیا جائے گا۔ انگریزی میں Ch کو آواز کے مطابق نئی اردو میں C یا K میں بدل لیا جائے گا۔

دوسرے مرحلے میں جو تقریباً" تیس سال کے بعد شروع ہو گا' انگریزی کے الفاظ اور اصطلاحات اخذ کرنے کا سلسلہ ختم کر دیا جائے گا۔ وجہ دو ہوں گی۔ اول تو اس وقت تک نئی اردو کافی حد تک ایک کامل زبان بن چکی ہوگی۔ جس میں لفظوں اور اصطلاحات کو ڈویلپ (Develop) کرنے کی اپنی صلاحیت اور اصول وضع ہو چکے ہوں گے۔ مزید بر آں نئی اردو کو ترقی دینے والا ادارہ یعنی نئی اردو تحقیقاتی اور ترقیاتی بورڈ قائم ہو چکا ہو گا۔ جو نئی اردو کو نئے اصولوں اور

راہوں پر ترقی دینے لگے گا۔ تب وہ نئی اردو کی ماخذ زبانوں یعنی فارسی' عربی' پاکستانی کی دوسری زبانوں اور قدیم یونانی اور لاطینی سے نئے نئے الفاظ اور اصطلاحیں اخذ کرنا شروع کردے گا۔ بالفاظ دیگر نئی اردو کو ترقی دینے والے سکالر ہوں یا ترقیاتی بورڈ' انگریزی کو ترک کرکے براہ راست جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے نئی اردو کی اپنی ماخذ زبانوں سے استفادہ کریں گے۔ تب نئی اردو ایک مکمل زبان بن جائی گی۔ اور انگریزی کی محتاج نہیں رہے گی۔

نئی اردو کی ترقی کے طریقے: نئی اردو کو مندرجہ ذیل طریقوں سے ترقی دی جائے گی۔

1- اردو کے الفاظ اور اصطلاحات کے معنی اور سابقے اور لاحقے مختص کرنا تاکہ ان میں کثیر معنیت اور ابہام ختم کیا جائے۔ اور ان الفاظ اور اصطلاحات کو اسم' صفت اور فعل کی صورتوں میں باہم گر بدل لینے کی صلاحیت پیدا کرنا' جو انگریزی زبان میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے اور جس کو نئی اردو میں بھی اسی پیمانے اور معیار پر پیدا کرنا اس سے نئی اردو فصیح و بلیغ اور سائنٹفک زبان بن جائے گی۔

2- عربی اور فارسی کے ضروری الفاظ اور اصطلاحات اخذ کرنا۔

3- پاکستان کی دوسری زبانوں سے ایسے الفاظ اختیار کرنا جو کل پاکستان رواج پا جائیں گے۔

4- نئی اردو میں انگریزی کے علاوہ دوسری جدید زبانوں سے الفاظ اور اصطلاحات اخذ کرنا جس کو نئی اردو کے لاطینی رسم الخط میں لکھا جائے گا۔

5- قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی نئی نئی اصطلاحات کو اختراع کرنا جو پاکستانی سائنس دانوں اور موجدوں کی نئی دریافتوں' ایجادات اور تھیوریوں کے نام ہوں گے' یا ان کو بیان کریں گے۔

بہرکیف ان تمام الفاظ' اصطلاحات اور محاوروں میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے ان کے استعمال کی حتمی اجازت کا مجاز صرف دائرہ مرکز تنظیم کا نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی بورڈ ہی ہو گا۔ ہم اگلے باب میں اس کا تفصیلی ذکر کریں گے۔

باب 7

نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی بورڈ

اردو زبان ایک خودرو پودے کی طرح رہی ہے۔ اس کی ترقی اور ترویج میں نہ تو کبھی حکومت وقت نے کام کیا اور نہ ہی کسی تنظیم نے۔ اس کی نشوونما ایسے لوگوں نے کی جو میلان طبع کے باعث اس میں شاعری کرتے یا ادب یعنی داستانیں، کہانیاں، افسانے، ناولیں اور تنقیدی کتابیں یا اسلامی کتب لکھتے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی مدت تک یہی حال رہا۔ گو کہ اردو کو آئین نے قومی زبان قرار دیا، مگر حکومت کی طرف سے اس کی کوئی اعانت نہیں ہوئی۔ تاہم حال ہی میں حکومت پاکستان نے مقتدرہ قومی زبان قائم کیا۔ اس نے اردو کے بارے میں کئی کتابوں کو تالیف کرایا۔ ان میں قومی انگریزی اردو لغت قابل ذکر ہے۔ اس نے اس خلا کو پر کیا جو بابائے اردو مولوی عبدالحق کی مشہور تصنیف سٹینڈرڈ انگریزی اردو ڈکشنری کے شائع ہونے کے بعد پیدا ہوا تھا، جو 1937ء میں شائع ہوئی تھی۔ مقتدرہ کی دوسری کتاب اردو تھیسارس کی تالیف ہے۔ تاہم مقتدرہ کی کوششیں روایتی قسم کی ہیں۔ یہی حال انجمن ترقی اردو کا رہا ہے۔ اس نے اردو کی ترقی کوئی خاص نہیں کی، جبکہ انگریزی کا غلبہ متواتر بڑھتا رہا۔

پنجاب صوبے کی حکومت نے ایک دفتری زبان کی ڈکشنری بھی مرتب کروائی۔ مگر اس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ اردو سائنس بورڈ نے بھی کئی سائنسی لغت تالیف کرائی ہیں۔ جن میں سائنسی و فنی ڈکشنری اور فرہنگ اصلاحات

قابل ذکر ہیں۔ تاہم ان ڈکشنریوں میں کوئی ندرت اور جدت نہیں۔ ان میں ان مسائل اور چیلنجوں کا حل نہیں ہے جو انگریزی کی بڑھتے ہوئے غلبہ نے موجودہ اردو کے لئے پیدا کئے ہیں۔

دراصل ملک میں ایسے مرکزی ادارہ کی ضرورت ہے جو نئی اردو کو ترقی دے جو موجودہ اردو کی خامیوں اور نقائص سے پاک ہو' زبان سازی میں پاکستانی لوگوں کی رہنمائی کرے اور انگریزی کے غلبہ کو ختم کرے۔ اس باب میں ہم ایسے ہی ادارہ کا ذکر کریں گے۔

نئی اردو کی ترقی کے دو مرحلے

نئی اردو موجودہ اردو کی نسبت قطعی مختلف زبان ہوگی۔ اول تو اس کا مجموعہ الفاظ اور اصطلاحیات (Terminology) موجودہ اردو سے کئی گنا زیادہ ہوگا۔ علاوہ ازیں اس کا اولین مقصد سائنس اور ٹیکنالوجی میں اوریجنل یعنی ماخذی تحقیق (Original Research) کو رائج کرنا ہوگا' تاکہ پاکستان کے لوگوں میں سائنسی سوچ اور طرز فکر پیدا کیا جائے اور ان علوم و فنون میں پاکستان ترقی یافتہ ممالک کا محتاج نہ رہے۔ ان مقاصد کے حصول کو دو مرحلوں میں تکمیل کیا جائے گا۔

اول۔ حمایت نئی اردو انجمنوں کا قیام

دوم۔ دائرہ مرکز تنظیم کے ترقیاتی و تحقیقاتی بورڈ کا قیام۔

یہاں اس بات کو واضح کرنا ضروری ہے کہ ہم نے اس کتاب میں نئی اردو کا صرف خاکہ پیش کیا ہے۔ اس کو پوری طرح سے انگریزی کے ہم سر بنانے کا

کام ان دو مرحلوں کے اداروں' خاص طور پر دوسرے مرحلے کا ادارہ سرانجام دے گا' جس کے لئے اس کو کم از کم پچاس سال درکار ہوں گے۔ لیکن اگر ہم صحیح راستے پر چل پڑیں تو وقت اور فاصلہ کوئی مسئلہ نہیں رہتے۔

1- حمایت نئ اردو انجمنیں

پہلے مرحلے میں حمایت نئ اردو انجمنیں قائم کی جائیں گی جو پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں کھولی جائیں گی۔ ایسے افراد جو نئ اردو کے حق میں ہوں گے اپنے علاقہ میں نئ اردو کی حمایت کے لئے انجمنیں قائم کریں گے جن کا مقصد نئ اردو کی ترویج و اشاعت ہو گا۔ اور جس کے لئے وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنا وقت' پیسہ اور محنت صرف کرنے کو تیار ہوں گے۔ ان کا مطمع نظر نئ اردو کے لئے عوام میں شوق پیدا کرنا اور اس کو جدید زبان بنا کر قوم کی زندگی میں انگریزی کی جگہ لینے کے لئے قابل بنانا ہو گا۔ رفتہ رفتہ ملک کے مختلف علاقوں کی انجمنوں میں رابطہ پیدا کیا جائے گا۔ تب تمام انجمنیں حکومت پاکستان سے اپیل کریں گی کہ پارلیمینٹ میں ایک ملک گیر تنظیم قائم کرنے کے لئے قانون پاس کیا جائے جس کو دائرہ مرکز تنظیم کا نام دیا جائے گا۔

2۔ دائرہ مرکز تنظیم

دائرہ مرکز تنظیم نہ صرف نئ اردو کے حامیوں کو منظم کرے گی بلکہ اس کو اپنی متواتر کوشش اور لگن سے کل پاکستانی عوام میں فروغ اور ترقی بھی دے گی۔ اس کا اہم ترین ادارہ قومی مرکز ہو گا جو ایک نئ جگہ قائم کیا جائے گا جس کو انڈس

آباد کا نام دیا جائے گا۔ قومی مرکز میں متعدد تحقیقاتی اور ترقیاتی محکمے اور ادارے ہوں گے۔ ان میں ایک ادارہ نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی محکمہ کہلائے گا[1]۔

دائرہ مرکز تنظیم کا خاکہ

دائرہ مرکز تنظیم غیر سیاسی تنظیم ہوگی۔ اس کا سیاست' انتظامیہ اور سیاسی معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں ہو گا۔ اس کے اغراض و مقاصد پاکستان کی غیر سیاسی طور پر اقتصادی' معاشرتی' اخلاقی' تعلیمی اور علمی ترقی اور خوشحالی ہو گا۔ جن کو یہ تنظیم تحقیق' تعلیم و ترغیب کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کرے گی۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے یہ نئی اردو کا سہارا لے گی' جو اس کی دفتری زبان ہوگی اور اس کی درسگاہوں میں ذریعہ تعلیم ہوگی۔ مزید بر آں دائرہ مرکز تنظیم کے ادارے اور کارکن ملکی اور غیر ملکی تاجروں اور ملاقاتیوں (Visitors) سے تمام گفت و شنید' لین دین اور سمجھتے نئی اردو میں کیا کریں گے۔ اگر ان کو نئی اردو نہ آتی ہو تو وہ خود ترجمان کا انتظام کریں گے یا تنظیم کے نامزدہ ترجمان کی خدمات حاصل کریں گے۔ ترجمان کے علاوہ تنظیم کا کوئی ادنیٰ یا اعلیٰ کارکن ملکیوں اور غیر ملکیوں سے نئی اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بات چیت نہیں کرے گا۔

نئی اردو کی ترقی و ترویج کے لئے دائرہ مرکز تنظیم ہمیشہ کوشاں رہے گی۔ دراصل ترقیاتی تنظیم کے ناطے یہ ہمیشہ ملک و قوم کی ترقی و خوشحالی کے ساتھ ساتھ

---

1 دائرہ مرکز تنظیم کے بارے میں تفصیلات کے لئے دیکھئے میری انگریزی کی تصنیف: Development Without Politics بک لینڈ 17 اردو بازار' لاہور فون 7311678

نئی اردو کو بھی ترقی اور فروغ دے گی۔

دائرہ مرکز تنظیم کے تین قسم کے کارکن ہوں گے۔اول ڈیموکریٹ: یہ انتخاب کے ذریعے چار سال کی مدت تک کام کریں گے مگر دوبارہ انتخاب میں امیدوار بن سکتے ہیں۔دوم۔ علموکریٹ: یہ اپنی تعلیمی ڈگری اور لیاقت کی بناء پر متعین ہوں گے۔ان کے تین رتبے ہوں گے یعنی پورے علموکریٹ: نائب علموکریٹ اور امدادی علموکریٹ: سوم' سپیشلسٹ جو تعلیمی ڈگری اور لیاقت کی بنا پر مقرر ہوں گے۔ان کا کام صرف اور صرف تحقیق (ریسرچ) کرنا ہو گا۔ان کے بھی تعلیمی قابلیت کی بناء پر تین رتبے ہوں گے۔ پورا سپیشلسٹ' نائب اور امدادی سپیشلسٹ۔ شروع شروع میں یہ کارکن زیادہ تر ان لوگوں میں سے لئے جائیں گے جنہوں نے حمایت نئی اردو انجمنیں قائم کی تھیں۔

دائرہ مرکز تنظیم ملک گیر تنظیم ہوگی جو پانچ سطحوں پر کام کرے گی۔ ذیل میں ہم نے ان کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

سب سے نیچے کی سطح پر محلہ اور دیہی دائرے ہوں گے۔ ہر محلہ اور دہی دائرہ کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہوگی۔اس کے مرکز میں اور کمیٹیوں کے علاوہ فروغ نئی اردو کمیٹی ہوگی۔

دوسری سطح پر قصبہ اور زرعی قصبہ دائرے ہوں گے۔ان میں ہر ایک دائرہ کی آبادی ایک لاکھ ہوگی۔اس کے مرکز میں اور کمیٹیوں کے علاوہ نئی اردو نگران اور فروغ کمیٹی ہوگی۔

تیسری سطح پر شہری اور زرعی شہری دائرے ہوں گے۔ان میں ہر ایک

دائرہ کی آبادی دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہوگی۔ اس کے مرکز میں زیادہ تر تحقیقاتی کام ہوں گے۔ ان میں نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی ادارہ بھی ہو گا جو نئی اردو کی تحقیق و ترقی کے علاوہ اپنے علاقے کی دوسری پاکستانی زبان / زبانوں کا مطالعہ اور تحقیق بھی کرے گا اور اس ضمن میں قومی مرکز کے نئی اردو کے تحقیقاتی محکمہ کی امداد بھی کرے گا۔

چوتھی سطح پر میگا اور زرعی میگا دائرے ہوں گے ان میں ہر ایک زرعی میگا دائر پچاس لاکھ آبادی اور شہری میگا دائر پچاس لاکھ اور زیادہ آبادی پر مشتمل ہو گا۔ اس کا نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی ادارہ نچلی سطح کی اردو کمیٹیوں اور اداروں کی نگرانی اور امداد کرے گا۔

پانچویں سطح پر قومی مرکز ہو گا۔ اس میں متعدد تحقیقاتی و ترقیاتی محکموں کے علاوہ ایک نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی محکمہ ہو گا۔

نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی محکمہ

قومی مرکز کا نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی محکمہ نئی اردو کی تحقیق کا سب سے اعلیٰ ادارہ ہو گا یہ چار اکائیوں پر مشتمل ہو گا' جو مندرجہ ذیل ہیں:

1- نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی بورڈ

2- اسمہائے معرفہ معیاری بنانے والا کمیشن

3- ترجمہ بیوروز

4- پریس اور اشاعت کمیٹی

اول: نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی بورڈ

رکنیت: نئی اردو کی زبان سازی کا سب سے اعلیٰ ادارہ نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی بورڈ ہو گا' جس کو ہم آئندہ نئی اردو بورڈ کے نام سے مخاطب کریں گے۔ یہ نئی اردو کی زبان سازی میں اعلیٰ ترین اور حتمی فیصلہ کرنے کا اختیار رکھے گا۔

ابتدا میں نئی اردو بورڈ مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ہو گا جن میں کم از کم پانچ رکن خواتین ہوں گی۔ بورڈ کے ارکان یا تو براہ راست رکن مقرر ہوں گے یا قومی مرکز کے کسی محکمے یا نیچے کی سطحوں کی کمیٹیوں سے منتخب کیے جائیں گے۔ بورڈ کے ارکان میں زیادہ تر سپیشلسٹ اور باقی علموکریٹس ہوں گے۔ ارکان یہ ہوں گے (1) نئی اردو کا سپیشلسٹ فرہنگ نویس (Lexicographer) جو بورڈ کا چیئرمین ہو گا یا چیئرودمن ہوگی۔ (2) نئی اردو کا سپیشلسٹ' جو اردو کی ادبی تاریخ کا ماہر ہو گا اور جو کم از کم اردو میں A گریڈ ایم اے ڈگری رکھتا ہو / رکھتی ہو۔ (3) نئی اردو کا سائنس اور ٹیکنالوجی کا سپیشلسٹ' جو کم از کم کسی سائنسی یا تکنیکی علم میں کم از کم A گریڈ ایم۔ اے / ایم ایس ڈگری رکھتا ہو / رکھتی ہو۔ یہ بورڈ کا سیکرٹری ہو گا / ہوگی۔ (4) نئی اردو گرامر سپیشلسٹ (5) عربی زبان کا فرہنگ نویس (6) فارسی زبان کا فرہنگ نویس (7) انگریزی زبان کا سپیشلسٹ (8) قدیم یونانی زبان کا سپیشلسٹ اس کی رکنیت دائرہ مرکز تنظیم کے قیام کے تیس سال کے بعد شروع ہوگی (9) لاطینی زبان کا سپیشلسٹ' اس کی رکنیت بھی دائرہ مرکز تنظیم کے تیس قیام کے سال کے بعد شروع ہوگی۔ (10) اسمہائے معرفہ معیاری بنانے والے کمیشن کا کنوینر (Convener) (11) اسمہائے معرفہ معیاری

بنانے والے کمیشن کا سیکرٹری (12) نئی اردو کا فیلولوجسٹ (Philologist) یا لنگویسٹ (Linguist) جس نے اردو کی فیلولوجی یا لسانیات میں کم از ایم اے یا ایم ایس ڈگری A گریڈ میں حاصل کی ہو۔ (13) انگریزی ترجمہ بیورو کا مترجم اعلیٰ۔

دائرہ مرکز تنظیم کے قیام کے تقریباً" چالیس سال کے بعد جب انگریزی زبان کا غلبہ ختم ہو جائے گا تو انگریزی زبان کے سپیشلسٹ یعنی رکن نمبر 7 اور انگریزی ترجمہ بیورو کا مترجم اعلیٰ یعنی رکن نمبر 13 کی رکنیت ختم کر دی جائے گی۔ تب نئی اردو تحقیقاتی بورڈ گیارہ ارکان پر مشتمل رہ جائے گا۔

فرائض

نئی اردو بورد نئی اردو کی Vocabulary اور Terminology اور گرامر کی اعلیٰ ترین اتھاریٹی اور جج ہو گا۔ یہ نئی اردو کا بنانے والا اور رہبر ہو گا۔ اس کی اتھارٹی اور اجازت (Sanction) کے بغیر کوئی لفظ' محاورہ یا اصطلاح خواہ وہ کہیں سے لی گئی ہو' نئی اردو کی لغت اور بول چال میں استعمال نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی مصنف یا شخص اس لفظ کے بدل کوئی اور لفظ محاورہ یا اصطلاح اختراع کرے تو بورڈ اس پر غور و خوض کر کے اس کو قبول یا رد کرے گا اور اس کا فیصلہ اس وقت تک عمل درآمد ہو گا جب تک اس سے بہتر پیش نہیں کیا گیا ہو اور جو بورڈ نے منظور کیا ہو۔ یہی طریق کار نئی اردو کی گرائمر کے بارے میں اختیار کیا جائے گا۔ قومی مرکز اور دائرہ مرکز تنظیم کی کسی سطح کا کارکن کسی ایسے لفظ' محاورے یا اصطلاح کے استعمال کو جاری نہیں رکھے گا جس کو بورڈ نے کالعدم

کالعدم قرار دے دیا ہو۔تاہم بورڈ کالعدم لفظ' محاورے اور اصطلاح یا سابقے اور لاحقے کو دوبارہ بحال بھی کر سکتا ہے۔اور بحال شدہ کو رد بھی کر سکتا ہے۔بورڈ نئ اردو کے تمام الفاظ اور اصطلاحات وغیرہ کے صحیح لہجے' تلفظ اور معنے بھی متعین کرے گا' تاکہ ان کے بارے میں ملک بھر میں یکسانیت پیدا ہو۔ دائرہ مرکز تنظیم کے رکن بھی غیر دائرہ مرکز تنظیم کے اداروں اشخاص اور گروہوں کو نئ اردو کے بورڈ کے منظور شدہ الفاظ' محاورات' اصطلاحات' سابقے اور لاحقے کو اپنی تحریروں میں استعمال کرنے کی ترغیب دیں گے تاکہ نئ اردو ملک بھر میں زیادہ سے زیادہ پھیل جائے۔

مختصر یہ کہ نئ اردو بورڈ نئ ارو کو ترقی دینے کے لئے ان تمام اصولوں پر عمل کرے گا جنہیں ہم نے گزشتہ ابواب میں بیان کئے ہیں تاکہ نئ اردو انگریزی زبان کی ہم سر بن جائے اور دنیا کی ترقی یافتہ زبانوں میں شمار ہو۔

دوم۔ نئ اردو بورڈ نئ اردو کی مختلف ڈکشنریاں تالیف اور مرتب کرے گا۔ان میں سب سے پہلے نئ اردو ڈکشنری ہو گی جو نئ اردو سے نئ اردو اور موجودہ اردو کے اپنے اپنے رسم الخطوں میں لکھی جائے گی۔مگر چار دہائی کے بعد یہ صرف نئ اردو کے لاطینی رسم الخط میں ہو گی۔ اس میں تمام الفاظ' اصطلاحات اور محاورے بمعہ ان کی Etymology اور ماخذات کے ساتھ درج ہوں گے۔ ان میں انگریزی کے سائنٹفک اور تکنیکی اصطلاحات بھی شامل ہوں گی جن کا ترجمہ ممکن نہیں ہوا ہو۔مزید بر آں اس میں انگریزی کے تمام متحرک الفاظ بھی شامل ہوں گے' جس کی مثالیں ہم نے باب 4 میں دی ہیں۔علاوہ ازیں' جب

انگریزی کا غلبہ ختم ہو جائے گا تو سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات کو جہاں تک ممکن ہو، قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں سے اخذ کیا جائے گا جیسا کہ دنیا بھر میں کیا جاتا ہے۔ مزید بر آں جدید زبانوں کے ایسے الفاظ، محاورات اور اصطلاحات جو نئی اردو میں ادھار لئے جائیں گے، ان کو بھی اس ڈکشنری میں شامل کیا جائے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ ڈکشنری ایک بار ہی مرتب نہیں ہوگی۔ نئی اردو ایک جدید، جامع اور ترقی پذیر زبان ہوگی اس میں وقتاً فوقتاً مختلف علوم و فنون کے نئے نئے الفاظ، اصطلاحات اور محاورے شامل ہوتے رہیں گے اور بعض متروک ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہر دو چار سال کے بعد نئی اردو ڈکشنری کی تجدید کی جائے گی۔ حتیٰ کہ یہ کافی حتمی صورت اختیار کر لے۔ اس ضمن میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس ڈکشنری کو کمپیوٹر کی فلوپی ڈسک اور کیسٹ وغیرہ پر بھی شائع کیا جائے گا جس میں سال بہ سال نئے الفاظ اور اصطلاحات وغیرہ با آسانی درج کئے جا سکیں گے۔

سوم۔ تقریباً ایک دہائی کے بعد نئی اردو ترقیاتی بورڈ پاکستان کی تمام علاقائی اور مقامی زبانوں اور بولیوں کی ڈکشنریاں تیار کرے گا۔ اس کے لئے وہ پہلے ان زبانوں اور بولیوں کے الفاظ، اصطلاحات اور محاوروں کی Etymology، تلفظ اور ان کی اردو سے مشابہت، مماثلت اور فرق کو بھی پوری تحقیق و تلاش سے معلوم اور واضح کرے گا۔ اس کام میں یہ نیچے کی سطحوں کے محلّہ، دیہی، قصبہ اور زرعی قصبہ، شہری اور زرعی شہری دائرہ مرکزوں کی ان زبانوں اور بولیوں کی کمیٹیوں سے مدد اور معاونت لے گا، جو اپنے اپنے علاقوں اور مقامات میں ان زبانوں اور بولیوں کے الفاظ وغیرہ جمع کریں گے اور ان پر تحقیق کریں گے تاکہ وہ

صحیح طور پر مرتب ہو جائیں۔ وہ اس بات کو بھی نوٹ کریں گے کہ کس طرح ان زبانوں میں 'نئی اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے الفاظ' اصطلاحات اور محاوروں کا ادغام ہو رہا ہے۔ یہ ڈکشنریاں ہمیشہ ان زبانوں کے اپنے رسم الخط میں لکھے جائیں گی مگر ان کے معنی نئی اردو کے رسم الخط میں لکھے جائیں گے۔

چہارم۔ نئی اردو بورڈ اپنے قیام کی پہلی دہائی میں انگریزی۔ نئی اردو ڈکشنری شائع کرے گا۔ اس کے بعد کی دہائیوں میں وہ ان تمام جدید زبانوں کی ڈکشنریاں بھی تیار کرے گا' جن کے معنی نئی اردو میں لکھے جائیں گے جدید زبانوں کی ڈکشنریاں اس ترتیب سے تالیف کی جائیں گی: عربی' فارسی' فرانسیسی جرمن' اطالوی' ہسپانوی' روسی' چینی' جاپانی' ترکی' انڈونیشین' سویڈیش' ہنگرین' قدیم یونانی اور لاطینی ڈکشنریاں

سنسکرت اور پالی کے تحقیقاتی محکمے میں پاکستانی پنڈت کام کریں گے جو سب کے سب سپیشلسٹ ہوں گے۔ ان کے فرائض اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے ان الفاظ کی اشتقاق (Etymology) پر تحقیق کرنا ہو گا جو سنسکرت' پراکرت' پالی اور پاک و ہند کی دوسری زبانوں سے اردو میں آئے ہیں۔ مگر سنسکرت سے کوئی نیا لفظ اخذ نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ یہ کام قدیم یونانی اور لاطینی سے لیا جائے گا جو سنسکرت کی نسبت زیادہ سائنٹفک زبانیں ہیں۔

پنجم۔ نئی اردو بورڈ اپنی اور اپنے مصنفین کی کتابوں کی اشاعت کے کاپی رائٹز کا تحفظ کرے گا۔

ششم۔ بورڈ تمام جدید علوم و فنون اور سائنس اور ٹیکنالوجی کی ڈکشنریاں' تاریخ

اور تحقیقاتی رسالے نئی اردو میں شائع کرے گا۔

ہفتم۔ بورڈ نئی اردو کی گرامر کے جنس (Gender) کے صیغہ کو آسان بنائے گا یعنی simplify کرے گا۔ اس مقصد کے لئے وہ نئی اردو گرامر میں ضمیر، صفت اور فعل کے تمام صیغوں اور گردانوں میں تانیث کے طریقہ کو یکسر موقوف کرکے صرف مذکر کی جنس اختیار کرے گا۔ اس ضمن میں بورڈ کے سامنے فارسی اور انگریزی زبانوں کی مثال ہوگی جن میں، خاص کر فارسی میں مونث کی جنس کو ضمیر، صفت اور فعل کے صیغوں میں قطعاً استعمال نہیں کیا جاتا۔ تاہم صرف ضمیر کے صیغہ غائب میں مذکر اور مونث کا فرق اس طرح کیا جائے گا کہ "وہ" (Voh) انگریزی کے "He"، وی (Vih) She کے اور وے (Veh) They کے مترادف استعمال ہوں گے مثلاً وہ لڑکا آیا، وی گورا لڑکی آیا، وے گورے لڑکیاں آئے۔ مگر "وے لڑکیاں آئیں" نہیں استعمال ہو گا۔ اس ہی طرح ضمیر غائب کی دوسری صورتوں میں بھی مذکر اور مونث کی تمیز ہوگی۔ مثلاً اس کا"اس کی""ان کے" استعمال ہوں گے۔ مگر ضمیر حاضر اور ضمیر متکلم میں کوئی مونث کا واحد اور جمع کا صیغہ مثلاً میری، تمہاری، ہماری وغیرہ استعمال نہیں ہوں گے، اور نہ ہی صفت اور فعل کی گردان میں مونث کا صیغہ استعمال ہو گا۔ بلکہ صرف ان کی مذکر کی صورتیں استعمال ہوں گی۔ شروع شروع میں بعض لوگوں کو یہ طریقہ مضحکہ خیز معلوم ہو گا، مگر رفتہ رفتہ وہ اس سے مانوس اور اس کی افادیت کے قائل ہو جائیں گے۔ اس اصلاح سے نئی اردو کی زبان بہت سہل اور جلد آموز بن جائے گی، جو اس کی مقبولیت اور فروغ میں مدد و معاون ثابت ہوگی۔ تاہم

اس کو نافذ کرنے کے لئے نئ اردو بورڈ کو بہت مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے کام لیناہو گا۔ صدیوں کی عادت چند دنوں میں ختم نہیں ہو سکتی۔

ہشتم۔ نئ اردو بورڈ دوسرے مراکز کی نئ اردو کمیٹیوں کی مدد سے مندرجہ ذیل معلومات حاصل کرے گا:

1- پاکستان میں عام لوگ بورڈ کے تجویز کردہ کونسے الفاظ' اصطلاحات اور محاورے اپنی عام بول چال اور تحریروں میں استعمال کرنے لگے ہیں۔

2- انگریزی تعلیم یافتہ طبقوں اور پرائیویٹ اداروں وغیرہ میں بھی بورڈ کے تجویز کردہ الفاظ' اصطلاحات اور محاورے کس حد تک استعمال ہونے لگے ہیں۔

3- اگر ہم آج (1997ء) سے پچاس سال پہلے یعنی قیام پاکستان کے وقت سرکاری محکموں مثلاً عدالتوں' محکمہ جات انتظامیہ وغیرہ کو دیکھیں تو ان میں لاتعداد اردو کے الفاظ' اصطلاحات اور محاورے استعمال ہوتے تھے' جو زیادہ تر فارسی اور عربی زبانوں سے اخذ کئے گئے تھے۔ مگر بعد میں انگریزی کے بڑھتے ہوئے غلبہ کے باعث ان کو ترک کر کے انگریزی کے مترادفات استعمال ہو رہے ہیں۔ نئ اردو بورڈ ان محکموں کو ترغیب دے گا کہ ان الفاظ' وغیرہ کو دوبارہ استعمال کریں۔ اس ضمن میں وہ دریافت کرے گا کہ ادنیٰ و اعلیٰ عدالتوں اور دوسرے سرکاری محکموں میں کس حد تک یہ ترک شدہ الفاظ اصطلاحات اور محاورے دوبارہ استعمال میں لانے لگے ہیں۔

تحقیق، تعلیم اور ترغیب کے یہ طریقے نئی اردو بورڈ ان تمام پیشوں اور کاموں میں بھی استعمال کرے گا جن میں آج سے پچاس سال پہلے یا قیام پاکستان سے پہلے اردو کے وہ الفاظ، اصطلاحات اور محاورے استعمال ہوتے تھے جو عربی، فارسی اور مقامی زبانوں سے اخذ کئے گئے تھے مگر بعد میں انگریزی کے غلبہ کے باعث ترک کر کے انگریزی کے مترادف استعمال ہونے لگے۔ ان پیشوں میں وکالت، انجینئرنگ، کارخانوں اور ورک شاپس کے کاریگروں کے پیشے، راج مزدور، بڑھی ترکھان، حجام، درزی لوہار اور سونہار کے پیشے ہیں۔ ان کے ماہرین اور کاریگروں اور کارکنوں کو انگریزی کے الفاظ، اصطلاحات اور محاوروں کی بجائے اردو کے ترک شدہ الفاظ، اصطلاحات اور محاوروں کو دوبارہ استعمال کی ترغیب دی جائے گی۔ یہ سب نئی اردو میں لکھے جائیں گے۔

معرفہ ناموں کو معیاری بنانے والا کمیشن

معرفہ ناموں کو معیاری بنانے والا کمیشن ایک جغرافیہ دان، ایک عالمی مورخ اور ایک فلکیات دان (astronomer) پر مشتمل ہوگا، جو سب سپیشلسٹ ہوں گے اور قومی مرکز کے متعلقہ تحقیقاتی اور ترقیاتی محکموں، ایجنسی وغیرہ سے Co-opt کئے جائیں گے۔ یہ تین ارکان تو کمیشن کے مستقل ممبر ہوں گے۔ جب ضرورت ہو تو کمیشن قومی مرکز یا نیچے کی سطح کے مراکز سے مزید سپیشلسٹ اور علموکریٹس عارضی یا مستقل طور پر Co-opt کر سکے گا۔ جنہوں نے کم از کم پندرہ سال قومی مرکز یا اور نچلے دائرہ مراکز میں نئی اردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کی ترقی اور ترویج کی کمیٹیوں اور تحقیقاتی اداروں میں کام کیا ہو۔

کمیشن کے ۵۰۰ سپیشلسٹوں اور علموکریٹس میں کم از کم دو خواتین ہوں گی۔ سب سے سینئر سپیشلسٹ کمیشن کا کنویز اور دوسرا سپیشلسٹ سیکرٹری ہو گا۔ کنویز اور سیکرٹری بلحاظ عہدہ نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی بورڈ کے ممبر بھی ہوں گے۔

کمیشن کے فرائض: پاکستان میں انگریزی کے غلبہ کا واضح اور بین ثبوت اور کیا ہو گا کہ ہم نے تمام ملکوں قوموں، لوگوں، جغرافیائی مقامات اور چیزوں کے نام، آسمان پر ستاروں اور سیاروں وغیرہ اور تاریخ میں ملکوں، مملکتوں اور تہذیب و تمدن کے نام تقریباً" سب کے سب انگریز زبان سے لئے ہوئے ہیں۔ یہ ہماری ذہنی، فکری اور تعقلی کاہلی اور نااہلیت کا ثبوت ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگر انگریزوں کی حکومت سے پہلے کی کتابوں میں ان ناموں کو دیکھا جائے تو وہ اکثر و بیشتر وہ ہوتے تھے جو ہمیں پرانے عرب، ایرانی اور دوسری مسلمان عالموں نے استعمال کئے تھے، مگر جن کو ہم نے انگریزی کے بڑھتے ہوئے غلبہ اور ہماری کاہلی کی وجہ سے ترک کر دیئے۔ اس ضمن میں کمیشن نہ صرف ان پرانے ناموں کو مناسب طور پر دوبارہ استعمال میں لائے گا، بلکہ ماسوا ان معرفہ ناموں کے جو برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جیسے انگریزی بولنے والے ملکوں کے جغرافیائی نام ہیں، باقی تمام ملکوں، لوگوں اور تہذیبوں کے نام جہاں تک ممکن ہو گا ان کی اپنی زبانوں سے اخذ کئے جائیں گے۔ یہی صورت فلکیاتی ناموں کا ہو گا۔ جو فارسی اور عربی کی علاوہ اکثر و بیشتر قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان سب کے بارے میں کمیشن کوشش کرتی ہوگی کہ ان ممالک وغیرہ کے ناموں کو ان کی اصلی صورت میں نئی اردو میں اپنا لیا جائے۔ مثال کے

طور پر کولمبس سے قبل شمالی وسطی اور جنوبی امریکہ کے قدیم اور اصلی باشندوں' قبائل اور تہذیب و تمدن اور سلطنتوں کے نام کم و بیش نئی اردو میں ان کی اپنی زبانوں سے اخذ کئے جائیں گے۔ اس کے بارے میں جس قدر ممکن ہو گا انگریزی فرانسیسی' ہسپانوی یا پرتگالی زبانوں کے الفاظ اور ناموں سے اجتناب کیا جائے گا۔ یہی طریقہ دیگر ممالک' براعظموں' قوموں اور تہذیب و تمدن کے لئے اختیار کیا جائے گا' جن کے نام زمانہ جدید میں یورپین اور امریکی سامراجیت کے باعث مسخ ہو گئے ہیں۔ شروع شروع میں پاکستانی کانوں کو یہ خاصے غیر مانوس معلوم ہوں گے۔ تاہم کمیشن متواتر کوشش سے ان اصلی ناموں کو مقبول بنائے گا۔ نئی اردو میں یہ کام بہت آسان ہو گا' کیونکہ اس کے لاطینی رسم الخط میں ان ناموں کو صحیح طور پر لکھا جا سکے گا' جو موجودہ اردو اپنے فارسی رسم الخط کے باعث صحیح طور پر نہیں لکھ سکتی۔ ظاہر ہے کہ یہ عظیم کام کمیشن چند دنوں میں نہیں کر سکتا۔ اسے کرنے کے لئے اس کو لگاتار دو تین دہائیاں لگانی پڑیں گی۔

اس کام میں کمیشن قومی مرکز اور دوسرے دائرہ مراکز ترقیاتی محکموں اور کمیٹیوں کی مدد اور تعاون بھی حاصل کرے گا' ان کو اپنے تحقیقاتی کاغذات تیار کرنے' رپورٹیں لکھنے میں مدد دے گا اور معرفہ نام تجویز کرے گا۔ جن کو اپنانے سے پہلے کمیشن اور دوسرے تحقیقاتی و ترقیاتی محکمے نئی اردو ترقیاتی بورڈ کی منظوری حاصل کریں گے۔ جس کے بغیر کوئی نیا لفظ' محاورہ اور اصطلاح اپنائی نہیں جائے گی۔ اس سے نئی اردو میں معرفہ ناموں میں یکسانیت پیدا ہو گی۔

ترجمہ بیوروز

نئ اردو ترقیاتی محکمہ سے منسلک انگریزی اور دوسری جدید زبانوں کے ترجمہ بیوروز (Translation Bureaux) قائم ہوں گے۔ ہر بیورو اپنی اپنی زبان کی کتابوں، رسائل وغیرہ کا نئ اردو میں ترجمہ کرے گا۔ جو دائرہ مرکز تنظیم کے لئے مفید اور ضروری ہوں گی۔ مگر ترجمہ کی تجاویز ان لوگوں سے بھی لی جائیں گی جن کو ہم ذیل میں مختصراً شمار کرتے ہیں۔

1- دائرہ مرکز تنظیم کے اپنے کارکنوں کی کتابوں کے متعلق تجاویز یعنی ڈیموکریٹس، علموکریٹس اور سوشلسٹس کی تجاویز۔

2- پاکستان میں استاد، عالم، پروفیسر اور سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے ملازمین جو نئ اردو میں کوئی کتاب وغیرہ ترجمہ کرنے یا لکھنا چاہیں۔

3- حکومت اور غیر حکومتی اداروں، کارپوریشنوں اور سوسائٹیوں کے کارکن، جو نئ اردو میں کوئی کتاب وغیرہ ترجمہ کرنے یا لکھنا چاہیں۔

4- نئ اردو کے غیر پاکستانی حامی جو کسی کتاب، رسالہ یا آرٹیکل وغیرہ کا نئ اردو میں ترجمہ کرنا یا لکھنا چاہتے ہوں۔

ان تمام تجاویز کے بارے میں نئ اردو ترقیاتی بورڈ اور اس زبان کا ترجمہ بیورو جس میں وہ کتاب وغیرہ لکھی ہوئی ہو، اپنے رائے دیں گے۔ مگر اس بارے میں نئ اردو ترقیاتی بورڈ کا فیصلہ آخری ہو گا۔

پریس، اشاعت گھر اور اشاعت کمیٹی

نئی اردو ترقیاتی محکمہ کا ایک اہم یونٹ پریس، اشاعت گھر اور اشاعت کمیٹی ہونگی۔ اس میں کتابیں، کتابچے اور آرٹیکلز وغیرہ شائع کرنے کے لئے جدید پریس ہوگا۔ جس میں لیتھو اور آفسٹ پریس کے علاوہ کمپیوٹر، ورڈ پروسسرز (Word Processors) اور دوسری جدید چھاپنے کی مشین اور آلات نصب ہوں گے جو ٹیکنیکل ترقی کے سات ساتھ ایجاد اور استعمال میں آتے رہیں گے۔
یہ پریس دائرہ مرکز تنظیم کے قومی مرکز کا اہم ترین چھاپہ خانہ ہوگا۔

پریس اور اشاعت گھر کی نگران اشاعت کمیٹی ہوگی جو اس کی منتظمہ (Management) ہوگی۔ اس کے تین ہمہ وقتی کارکن ہوں گے اور کئی رکن بلحاظ عہدہ اس کے ممبر ہوں گے۔ جن میں نئی اردو ترقیاتی بورڈ کا چیئرمین / چیئرو من اور ترجمہ بیوروز کے مترجم اعلیٰ شامل ہوں گے۔ کمیٹی کا سینئر ترین ہمہ وقتی کارکن اس کا منتظم اعلیٰ ہوگا۔ جس کو مترجم اعلیٰ کہا جائے گا۔ وہ بلحاظ عہدہ نئی اردو بورڈ کا ممبر ہوگا۔

کل وقتی ارکان کمیٹی کا ایجنڈا تیار کریں گے جو کمیٹی میں پیر کے روز پیش کیا جائے گا میٹنگ میں ایجنڈے پر بحث اور فیصلہ ہوگا جو متفقہ رائے یا اکثریت کی رائے سے کیا جائے گا۔

فرائض

اول، اشاعت کمیٹی اولیت کے اصول کے مطابق ایک وسیع نشر و اشاعت

کا پروگرام مرتب کرے گی جو نئی اردو ترقیاتی بورڈ کے مشورہ سے تیار کیا جائے گا۔ اس پروگرام کے مطابق اشاعت کمیٹی مندرجہ ذیل اقسام کی کتابیں کتابچے اور رسائل بالترتیب شائع کرے گی۔

(i) دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی نصابی کتابوں کی اشاعت۔

(ii) دور جدید کے علوم و فنون، قدرتی، اور حیاتیاتی سائنسز، معاشرتی سائنسز فلسفہ اور ٹیکنالوجی کی جدید اور مستند کتابوں رسالوں اور ریسرچ آرٹیکلز کی اشاعت

(iii) عالمی نامور کتابوں کے ترجموں کی اشاعت جو تاریخ انسانی کے عظیم فلسفیوں، عالموں، سائنسدانوں اور مصنفین نے تصنیف کی تھیں۔

دوم ۔ کمیٹی وہ تمام کتابیں، کتابچے، ریسرچ پیپرز، اور خبر چھٹیاں (News letters) وغیرہ شائع کرے گی جو قومی مرکز کے تحقیقاتی اور ترقیاتی محکمے شائع کرنا چاہیں گے۔

سوم۔ اشاعت کمیٹی وہ تمام کتابیں، کتابچے، رسائل اور تحقیقاتی مقالے اور مکالمے شائع کرے گی جن کو نئی اردو بورڈ اور ترجمہ بیورو نے بورڈ کی منظوری کے بعد لکھے یا، مرتب کئے یا ترجمہ کئے ہوں۔

چہارم۔ دائرہ مرکز تنظیم کے اپنے سائنس دان، ٹیکنالوجسٹ، پروفیسرز، اساتذہ مصنفین اور کارکن جو نئی اردو میں اپنی کتابوں اور تصانیف کو شائع کروانا چاہیں تو نئی اردو بورڈ کی منظوری سے اور معاہدہ کی بنا پر شائع کرے گی۔ یہ معاہدہ

رائلٹی یا کمیشن کی بنیاد پر ہوں گے۔ اس ضمن میں دائرہ مرکز کے اشاعتی ادارے ان مصنفین کی پوری طرح اعانت کریں گے۔

ان کے علاوہ اشاعت گھر اور اس کی کمیٹی پاکستان کے دیگر سائنس دانوں، فلسفیوں، مفکرین اور مصنفین کی بھی اعانت کریں گی جو نئی اردو میں اپنی تصانیف یا ترجمہ شدہ کتاب وغیرہ کو دائرہ مرکز تنظیم کی قومی مرکز کے اشاعت گھر کے توسل سے شائع کرانے کے خواہاں ہوں۔ یہ کام معاہدہ کے تحت ہو گا جس میں رائلٹی وغیرہ کی شرائط درج ہوں گی۔

پنجم۔ حوالہ جاتی کتب اور اوریجنل تحقیق کے رسائل، نئی اردو اخبار اور عوامی میگزین کی اشاعت کا بندوبست کرنا، جن کا ذکر ہم نے اگلے باب میں کیا ہے۔

اشاعت گھر کی مطبوعات کی فروخت اور ترویج کا بندوبست

دائرہ مرکز تنظیم نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی محکمے کے اشاعت گھر کی تمام مطبوعات کی فروخت اور ترویج و تشہیر کا خاص بندوبست کرے گی تاکہ پاکستان میں علوم و فنون کو زیادہ سے زیادہ فروغ حاصل ہو۔ اس ضمن میں وہ اپنی نیچے ترین دائروں یعنی محلہ اور دیہی دائروں میں چار طرح کے ادارے قائم کرے گی۔

1۔ کتب فروشی کی دکانیں

ہر ایک محلہ اور دہی دائرہ میں ایک یا ایک سے زیادہ کتب فروشی کی دکانیں کھولی جائیں گی۔ ان میں دائرہ مرکز تنظیم کی تمام مطبوعات مثلاً عام، حوالہ جاتی اور

نصابی کتابیں، رسالے، کتابچے، تحقیقی پیپرز وغیرہ فروخت کئے جائیں گے۔ ان کے علاوہ دوسرے ناشران اور اداروں کی مطبوعات بھی فروخت ہوں گی۔ قومی مرکز کا اشاعت گھر اپنی مطبوعات کی قیمتیں حتی الوسع کم سے کم رکھے گا، تاکہ ان کی فروختگی اور علم کا فروغ اور تشہیر زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

2۔ لائبریریاں

دائرہ مرکز تنظیم ملک میں لائبریریوں کا جال پھیلا دے گی۔ جو نیچی ترین سطح یعنی محلّہ اور دیہی دائرہ مراکز سے لے کر اونچی ترین سطح یعنی قومی مرکز تک قائم کی جائیں گی۔ محلّہ اور دیہی دائرہ مراکز کی لائبریریوں میں ایسی کتابیں اور رسالے رکھے جائیں گے، جو علم کے فروغ اور لوگوں کے روز مرہ کی ضروریات کے لئے مفید ہوں گے مثلاً دیہی دائرہ مرکز لائبریریوں میں زراعتی کتابیں اور رسالہ ضرور شامل ہوں گے۔ ان لائبریریوں کی ممبرشپ فیس بہت کم ہوگی تاکہ غوب سے غوب عورت، مرد اور بچے بھی ان سے استفادہ کر سکیں۔ ان میں دائرہ مرکز تنظیم کی تقریباً" تمام مطبوعات رکھی جائیں گی۔

3۔ میوزیم اور نمائش گاہ

لائبریوں کی طرح دائرہ مرکز تنظیم اپنی تمام سطحوں کے دائرہ مراکز میں میوزیم یا میوزیم نما نمائش گاہیں قائم کرے گی۔ محلّہ اور دیہی دائرہ مرکز میں ان کو نمائش گاہ کہا جائے گا اور اوپر والی تمام سطحوں پر میوزیم کہلائیں گے۔ ان نمائش گاہوں اور میوزیموں میں صرف صنعتی، زراعتی، سائنسی اور ٹیکنالوجیکل مشینوں آلات

اور پرزوں کی نمائش ہو گی۔

4۔ عوامی لیکچر ہال

ہر ایک محلّہ اور دیہی دائرہ مرکز میں ایک عوامی لیکچر ہال ہو گا۔ شروع شروع میں ہال محض میدان کا نام ہو گا۔ جہاں دائرہ مرکز تنظیم بعد میں ہال تعمیر کرے گی۔ عوامی لیکچر ہال میں عام لوگوں کے لئے جن کی اکثریت شروع میں ان پڑھ ہو گی نئی اردو میں عام فہم لیکچر دیئے جائیں گے۔ فروغ علم اور معلومات کے اس طریقہ کو عوامی لیکچر سسٹم کا نام دیا جائے گا۔ ہمارے تعلیمی نظام میں تین نقص پائے جاتے ہیں۔ اول تو یہ ملک کی ساری آبادی کو تعلیم نہیں دیتا۔ دوم اس میں طالب علم کو تعلیم حاصل کرنے میں کئی سال لگ جاتے ہیں۔ سوم' بسا اوقات تعلیمی نظام میں ایسے مضامین اور باتیں سرے سے پڑھائی ہی نہیں جاتیں جو عام آدمی اور عورت کے روزمرہ کے خانگی اور پیداواری کاموں کے لئے اشد ضروری ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر ہماری تعلیمی نظام میں روزمرہ کے پریکٹیکل باتیں بہت کم پڑھائی اور سکھائی جاتی ہیں۔ عوامی لیکچروں میں ان کے علاوہ ایسے امور بھی شامل ہوں گے' مثلاً صحت کے اصول' امور خانہ داری' اخلاقی باتیں' احترام فرد' معاشرتی میل جول کے احسن طریقے' عورت اور مرد میں مساوات اور عورتوں کا پبلک کاموں میں آزادانہ اور مساویانہ شمولیت وغیرہ بھی شامل ہوں گے۔ مختصر یہ کہ عوامی لیکچر سسٹم ایسا تعلیمی نظام ہو گا جو اخلاقیات اور عام آدمی اور عورت کو اپنی آمدنی بڑھانے' صحت برقرار رکھنے' اپنے ذاتی' گھریلو اور محلّہ یا گاؤں کی صحت و صفائی قائم رکھنے کے اصول اور طریقے سمجھائے گا۔

عوامی لیکچرز' تقریروں' ٹاکس (Talks) اور تجرباتی ڈیمنسٹریشنز (Demonstrations) وغیرہ پر مشتمل ہوں گے' جن کو ہر محلّہ اور دیہی دائرہ کی عوامی لیکچر کمیٹی تیار کرے گی۔ وہ اپنے مسودے کو اوپر والی عوامی لیکچر کمیٹیوں کے پاس بھیجے گی حتیٰ کہ وہ قومی مرکزی عوامی لیکچر کمیٹی کے پاس جائیں گے' جو تمام پرائمری دائرہ مراکز کے عوامی لیکچر کمیٹیوں کے لیکچروں کے مسودوں کی روشنی میں حتمی لیکچر تیار کر کے واپس پرائمری دائرہ مرکزی عوامی لیکچر کمیٹی کے پاس بھیج دے گی۔ اس طرح تمام ملک میں سوائے مقامی حالات اور ضروریات کے ایسے عوامی لیکچرز تیار کئے جائیں گے جن کے موضوعات اور متن میں یکسانیت اور ہم آہنگی ہوگی۔ مزید بر آں ان کو موثر اور دلچسپ بنانے کے لئے وی سی آر' پروجیکٹرز اور دیگر آلات اور مشین بھی فراہم کئے جائیں گی تاکہ عام آدمی کے لئے ان کو سمجھنا آسان ہو۔

عوامی لیکچر کمیٹی عوامی لیکچر ہال کے تمام انتظامات کرے گی۔ یہ عوامی لیکچر ہال کی نگران اعلیٰ ہو گی' اور عوامی لیکچراروں کو منتخب اور مقرر کرے گی جو اپنے علم و فن میں ماہر ہوں گے۔ عوامی لیکچر سسٹم کی تمام کارروائیاں نئی اردو میں ہونگی جو وقت اور لیکچر کے نفس مضمون کے مطابق عام فہم زبان میں پیش کی جائیں گی۔ عوامی لیکچرز' ہر روز شام کو غروب آفتاب سے ایک یا دو گھنٹے پہلے یا بعد میں ہوا کریں گے۔ لیکچروں کے دو گھنٹے تین پریڈز میں تقسیم ہوں گے۔ ایک پیریڈ ز40 منٹ کا ہو گا جس میں پہلے 30 منٹ لیکچر اور باقی 10 منٹ سوال جواب ہوں گے۔ جمعہ اور چھٹی کے روز لیکچر صبح 9 بجے سے 11 بجے تک ہوں گے۔ ہر لیکچر کے

بعد مقرر سامعین کو کتابوں اور رسالوں کے حوالے اور ان کے مطالعہ کی ضرورت بتائے گا۔

نئی اردو اور دائرہ مرکز تنظیم: نئی اردو کے فروغ کے لئے دائرہ مرکز تنظیم کے ہر ایک سطح پر نئی اردو کے فروغ اور ترویج کی کمیٹیاں قائم ہوں گی۔

پرائمری دائرہ مرکز کی فروغ نئی اردو کمیٹی: ہر محلّہ اور دیہی مرکز میں فروغ نئی اردو کمیٹی ہوگی جس کے چار ارکان ہوں۔ ایک ڈیموکریٹ' ایک پورا علموکریٹ اور دو نائب علموکریٹ۔ ان میں ہمیشہ دو خاتون رکن ہوں گی۔ پورا علموکریٹ اس کا کنویز ہو گا اور جونیئر نائب علموکریٹ سیکرٹری ہو گا۔

فرائض: فروغ نئی اردو کمیٹی اپنے محلّہ / دہی دائرہ میں نئی اردو کے فروغ کے فرائض ادا کرے گی۔ اس کے لئے وہ عوامی لیکچر کمیٹی کو نئی اردو پڑھانے میں ان افراد کی مدد کرے گی جو عوامی لیکچروں کے مسودہ پڑھنے کا شوق رکھتے ہوں۔ دوم' وہ اپنے قصبہ / زرعی قصبہ نئی اردو کمیٹی کی مدد کے لئے اپنے محلّہ / دہی دائرہ میں لوگوں کو نئی اردو کلاسز میں داخلہ لینے کی ترغیب دے گی۔

قصبہ اور دہی قصبہ دائرہ مرکز کی فروغ نئی اردو کمیٹی: قصبہ اور زرعی قصبہ دائرہ مرکز کی فروغ نئی اردو کمیٹی 4 ارکان پر مشتمل ہوگی' جس میں ایک ڈیموکریٹ ایک علموکریٹ اور دو نائب علموکریٹ ہوں گے ان میں کم از کم ایک خاتون ممبر ہوگی۔ پورا علموکریٹ کمیٹی کا کنویز ہو گا اور جونیئر علموکریٹ سیکرٹری ہو گا۔

فرائض : قصبہ اور زرعی قصبہ دائرہ مرکز کی فروغ نئ اردو کمیٹی مندرجہ ذیل فرائض ادا کرے گی۔

اول اپنے دائرہ کے عوام میں نئ اردو کی تدریسی کلاسز کھولنا

دوم اپنے دائرہ کے محلّہ اور دیہی دائرہ مرکز کی تمام کمیٹیوں کو فروغ نئ اردو میں مدد دینا' خاص کر عوامی لیکچر کمیٹی کے لئے لیکچر' مقالے Talks, مکالمے وغیرہ تیار کرنے اور ان کے انعقاد میں مدد دینا

سوم بنیادی فارسی کے کورس کا انتظام کرنا۔

نئ اردو کی تدریسی کلاسز

فی الوقت (یعنی 1997ء میں) پاکستان میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق شرح خواندگی 34 فی صد ہے۔ دائرہ مرکز تنظیم اس شرح کو اپنے قیام کے دس سال کی مدت میں سو فیصد تک بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ نہ صرف اپنے تمام سکولوں میں نئ اردو کو لازمی ذریعہ تعلیم بنائے گی' بلکہ بالغ لوگوں کی تعلیم کے لئے نئ اردو تدریسی کلاسز کا انتظام کرے گی۔ ان کلاسوں میں تمام ان پڑھ لوگ اور لڑکے' لڑکیوں کو تعلیم دی جائے گی۔

تعلیم بالغاں یا غیر رسمی تعلیم دو مراحل میں دی جائے گی۔ اول ابتدائی کلاسوں میں دوم' ایڈوانسڈ کلاسوں (Advanced Classes) میں۔ ابتدائی کلاسیں محلّہ / دیہی دائرہ مرکز میں کھولی جائیں گی۔ جبکہ ایڈوانسڈ کلاسیں قصبہ / زرعی قصبہ دائرہ مراکز میں کھولی جائیں گی۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے مذکورہ بالا میری انگریزی کی کتاب صفحہ 188 تا 196)

بنیادی فارسی کا کورس: اردو زبان پر فارسی کا بہت گہرا اثر ہے جو اس کے اسم، صفت اور فعل کی تراکیب کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں، لاتعداد الفاظ، اصطلاحات اور محاورے اور کہاوتیں بھی فارسی سے اردو میں اخذ کرلی گئی ہیں۔ اس لئے فروغ نئی اردو کمیٹی اپنے محلّہ اور وہی دائرہ مرکز میں بنیادی فارسی کا کورس پڑھانے کا انتظام کرے گی، جس میں نئی اردو کے خواہش مند طلباء و طالبات کو فارسی کے ایسے اسم صفت اور فعل کی تراکیب اور فعل کے صیغوں اور گردان اور الفاظ اور اصطلاحات کے متعلق پڑھایا جائے گا جو اردو میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس کورس میں عربی کے ایسے الفاظ، اصطلاحات اور محاوروں اور ان کی تراکیب بھی پڑھائی جائیں گی جو اردو یعنی نئی اردو میں مستعمل ہیں۔ یہ کورس چار ماہ کی مدت کا ہوگا۔ [2]

متعدد لسانی تعلیم کا پروگرام

پاکستان میں ہم صرف ایک ہی جدید زبان یعنی انگریزی پڑھاتے ہیں جس کی وجہ سے ملک میں انگریزی کا غلبہ بڑھ رہا ہے۔ دائرہ مرکز تنظیم انگریزی کی اس اجارہ داری کو ختم کرنے کے لئے ایک متعدد لسانی تعلیم کا پروگرام پر عمل کرے گی۔ اس کے مطابق چند جدید زبانیں پڑھائی جائیں گی وہ عربی اور فارسی کے علاوہ فرانسیسی، جرمن، اطالوی، ہسپانوی، سویڈش، روسی، جاپانی، چینی، ترکی، ہنگرین، انڈونیشن اور قدیم یونانی اور لاطینی زبانیں ہوں گی۔

---

۲ اس ضمن میں دیکھئے: اردو میں عربی اور فارسی الفاظ مرکبات تالیف و تدوین پروفیسر قیوم ملک۔ کاروان۔ کچہری روڈ لاہور۔

ظاہر ہے کہ ہم انگریزی کے غلبہ کو جلد اور آسانی سے ختم نہیں کر سکتے۔ اول تو پاکستان میں انگریزی کا وسیع ذخیرہ موجود ہے جس کو ہم فوراً ختم نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کو بتدریج نئی اردو میں ترجموں کے ذریعے اپنا کر ہی اختتام کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری جدید زبانوں کی تعلیم کے لئے بھی تدریسی سامان، اساتذہ کی تربیت اور دوسری تدریسی لوازمات کو فراہم کرنا ہو گا۔ جس کے لئے کافی وقت درکار ہو گا۔

تاہم آج کل جدید زبانوں کو سیکھنا بہت آسان اور دلچسپ ہو گیا ہے کیونکہ اس کے لئے ہمیں ایسی تدریسی سہولتیں دستیاب ہیں جیسے تدریسی فلمیں، پروجیکٹر، وی سی آر اور تدریسی ویڈیو فلمیں، دستاویزی پروگرام اور ڈش انٹینا جو سکول اور کالج کی چھتوں پر نصب کئے سکتے ہیں۔

جدید زبانوں کا بتدریج تدریسی پروگرام

انگریزی کی تعلیم کو بتدریج کم کرنے کے لئے دائرہ مرکز تنظیم ایسا تدریسی پروگرام پر سٹیج بہ سٹیج عمل کرے گی، جس کے سٹیج مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا سٹیج: پہلے دو سال تو حسب دستور انگریزی ہی دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جائے گی اس اثنا میں دوسری جدید زبانوں کے اساتذہ تیار کئے جائیں گے اور ان کی تدریسی سہولت کے لئے ضروری سامان جمع کیا جائے گا۔

دوسرے سٹیج میں پہلے دو سال دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں میں چھٹی جماعت کے سوا چھ چھ فیصد طلباء و طالبات کو لازماً انگریزی کی بجائے فرانسیسی اور جرمن زبانوں کی تعلیم دی جائے گی جو نئی اردو کے علاوہ ہو گی۔

تیسرے سٹیج میں اگلے دو سال بعد اس کے سکولوں میں چھٹی جماعت سے سوا چھ چھ فیصد طلباء و طالبات کو انگریزی کی بجائے اطالوی اور ہسپانوی زبانوں کی لازمی تعلیم دی جائے۔

چوتھے سٹیج میں اگلے دو سال بعد دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں میں سوا چھ چھ فیصد طباء و طالبات کو انگریزی کی بجائے روسی اور سویڈش کی تعلیم دی جائے گی۔

پانچویں سٹیج پر اگلے دو سال بعد دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں میں سوا چھ چھ فیصد طلباء و طالبات کو لازما" چینی اور جاپانی زبانیں پڑھائی جائیں گی۔

چھٹے سٹیج میں جو اگلے دو سال بعد دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں میں سوا چھ چھ فیصد طلباء و طالبات کو لازما" چھٹی جماعت سے عربی اور فارسی کی تعلیم ہوگی۔

ساتویں سٹیج میں اگلے دو سال بعد انگریزی کی بجائے دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں میں سوا چھ چھ فیصد طلباء و طالبات کو لازما" انڈونیشن اور ترکی زبان پڑھائی جائیں گی۔

آٹھویں سٹیج میں اگلے ایک سال بعد سکولوں میں چھٹی جماعت سے سوا چھ فیصد طلباء و طالبات کو انگریزی کی بجائے لازما" ہنگرین زبان پڑھائی جائے گی۔

نویں سٹیج میں اگلے دو سال بعد تنظیم کے سکولوں میں چھٹی جماعت سے سوا چھ چھ فیصد طلباء و طالبات کو لازما" قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں کی تعلیم شروع کی جائے گی۔

اور پھر دائرہ مرکز تنظیم کے سکولوں میں چھٹی جماعت سے سوا چھ فیصد

طلباء و طالبات کو لازماً" انگریزی کی تعلیم دی جائے گی۔ اس کے ساتھ جدید زبانوں
کا پروگرام مکمل ہو جائے گا۔ جب دوسرے سکول بھی اس پروگرام کو اختیار
کرلیں گے تو ان میں بھی سٹیج بہ سٹیج جدید زبانوں کی تعلیم شروع کی جائے گی حتیٰ کہ
انگریزی کی تعلیم ملک میں محض سوا چھ فیصد طلباء و طالبات میں باقی رہ جائے گی۔

باب 8

نئی اردو کی حوالہ جاتی اور تحقیقاتی مطبوعات اور اس کے انقلاب انگیز فوائد

اردو کی پس ماندگی اور انگریزی زبان کے غلبہ کی ایک وجہ اردو میں حوالہ جاتی کتابوں (Reference Books) اور تحقیقاتی (ریسرچ) مطبوعات کا فقدان ہے۔ جب سارا کام میلان طبع ہی سے کرنا ہو تو حوالہ جات کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ اردو دانوں نے حوالہ جاتی ضرورت کے لئے صرف لغت نویسی تک اکتفا کیا۔ حال میں ایک نئی قسم کی لغت شائع ہوئی ہے جس کو تھسارس کہا جاتا ہے۔ اور انسائیکلوپیڈیا بھی شائع ہوئے ہیں مگران سے حوالہ جات کی ضروریات کماحقہ طور پر پوری نہیں ہوتیں۔ اس کے برعکس انگریزی میں لاتعداد قسم کی حوالہ جاتی کتابیں ملتی ہیں جو انگریزی میں لکھنے والوں کے لئے ہر قسم کی ضروریات پورا کرتی ہیں۔

نئی اردو میں حوالہ جاتی ضروریات کو ابتدا ہی سے پورا کیا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے دائرہ مرکز تنظیم کے قومی مرکز کا نئی اردو تحقیقاتی و ترقیاتی محکمہ کا اشاعتی نظام نئی اردو میں حوالہ جاتی مطبوعات کا ایک وسیع اور جامع پروگرام مرتب اور شائع کرے گا۔ اس میں نہ صرف دائرہ مرکز تنظیم اور اس کے کارکنوں، یعنی علموکریٹس، ۔۔۔شلسٹوں اور ڈیموکریٹ کے مطالعہ اور فرائض

کی انجام دہی بلکہ تمام پاکستانیوں کے اپنے مطالعہ اور تحریر کی ضروریات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے گا جو نئی اردو میں مطالعہ اور تحریری کام کرنے کا شوق رکھتے ہوں یا اپنے فرائض منصبی کو نئی اردو میں سرانجام دینا چاہتے ہوں' تاکہ ان کو انگریزی کی قطعاً" ضرورت نہ رہے۔ اس ہمہ گیر مقصد کو پورا کرنے کے لئے حوالہ جاتی کتابیں اور رسائل شائع ہوں گے تاکہ تمام علمی' فکری' سائنسی اور ٹیکنالوجیکل ضروریات پوری ہوں۔ ظاہر ہے کہ ایسے جامع اور ہمہ گیر پروگرام کے ذریعے ہی پاکستانی قوم کو انگریزی کے غلبہ سے نجات دلانا ممکن ہو سکے گا۔

اس اشاعتی پروگرام کے مقاصد ہوں گے:۔

اول۔ نئی اردو میں حوالہ جاتی کتب شائع کرنا۔

دوم سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی نصابی کتابوں کو شائع کرنا' اور انگریزی کی نصابی کتابوں کو ترجمہ کر کے شائع کرنا' جو ان درسگاہوں کے طلباء اور طالبات کو انگریزی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں اہم ذریعہ ثابت ہوں گی۔

سوم تمام علوم و فنون اور سائنس اور ٹیکنالوجی پر نئی اردو میں مستند کتابیں شائع کرنا' جو اوریجنل مطالعہ اور ریسرچ میں ممدومعاون ثابت ہوں تاکہ تمام پاکستانی نئی اردو میں خود اوریجنل کتابیں اور آرٹیکل لکھنے اور شائع کرنے کے اہل ہو جائیں جو بنیادی ریسرچ کے بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ دائرہ مرکز تنظیم کا اشاعتی ادارہ اس عظیم کام میں ان کو ضروری سہولتیں مہیا کرے گا۔ اور

چہارم   اس پروگرام میں دنیائے انسانی کی نامور اور عظیم کتابوں کا نئی اردو میں ترجمہ کرنا شامل ہو گا۔

حوالہ جاتی مطبوعات

حوالہ جاتی مطبوعات تعداد میں اتنی ہونگی کہ ان کی تالیف اور طباعت کئی مرحلوں میں پوری ہوں گی۔ اس لئے ہم نے ہر کتاب کے نام کے آگے اس دہائی کا نمبر رومن ہندسوں میں لکھا دیا ہے جس میں اس کی اشاعت ہوگی۔ تاہم نئی اردو ترقیاتی محکمہ کو اختیار ہو گا کہ اگر وہ چاہئے تو طباعت کی دہائی کو آگے یا پیچھے کر دے۔ پریس کی طباعت کے علاوہ ہرایک کتاب کو کمپیوٹر کی فلوپی ڈیسک وغیرہ پر بھی محفوظ کرلیا جائے گا تاکہ بعدازاں اس میں نئے نئے الفاظ' اصطلاحات' محاورے اور معلومات وغیرہ درج کر کے نئی ایڈیشن کے لئے تیار کرلیا جائے۔ تمام کتابیں نئی اردو میں شائع ہونگی۔ یہاں ہم نے چند کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ (مزید تفصیلات کے لئے دیکھیئے مذکورہ بالا میری انگریزی کی کتاب صفحات 220 تا 225)

ڈکشنریاں

I   **نئی اردو کی ڈکشنری :** اس میں پرانی اردو کے الفاظ' اصطلاحات' محاورات اور معنی بھی درج ہوں گے۔ ہرلفظ کا تلفظ' اشتقاق (Etymology) اور معنے بیان کئے جائیں گے۔

II   **نئی اردو کا تھسارس :** اس میں نئی اردو کے ہرایک لفظ کے

مترادفات اور متضادات درج ہوں گے۔ مترادفات کے معنوں میں مطلب کا فرق نثری اور شعری حوالاجات کے ساتھ بیان کیا جائے گا تاکہ قاری کو موزوں اور صحیح مترادف تلاش کرنے میں مدد مل سکے۔

I نئی اردو۔ انگریزی: انگریزی۔ نئی اردو ڈکشنری

I **نئی اردو اتالیق**: یہ نئی اردو کا Language Master ہوگا، یعنی ایسی ڈکشنری جو نئی اردو کے لفظوں کے معنی اور گرامر وغیرہ کے علاوہ ان کو بول کر تلفظ بھی بتائے گی۔

دوسری پاکستانی زبانوں کی ڈکشنریاں: پاکستان کی دوسری زبانوں کی ڈکشنریاں بھی شائع کی جائیں گی جو ان کے اپنے اپنے رسم الخط میں تالیف کی جائیں گی۔ اس ضمن میں دائرہ مرکز تنظیم کے شہری اور زرعی شہری دائرہ مراکز اور میگا اور زرعی میگا دائرہ مراکز کے سپیشلسٹ اور علموکریٹ سے مدد لی جائے گی۔ اس کے لئے وہ نہ صرف ان زبانوں کی کتابیں اور طباع شدہ ڈکشنریوں کا مطالعہ کریں گے بلکہ ان زبانوں کو بولنے والوں کے الفاظ وغیرہ بھی تلاش اور تحقیق کر کے ان ڈکشنریوں میں درج کریں گے۔ جیسا کہ ہم نے گزشتہ باب میں کہا ہے۔ یہ ڈکشنریاں پاکستان کے مختلف علاقوں اور صوبوں کے لوگوں کو نئی اردو کے ذریعے ایک دوسرے کی زبانوں کو سمجھنے میں مدد دیں گی۔ اس طرح یہ نئی اردو اور پاکستان کی دوسری زبانوں کے ادغامی پروسس میں بہت مدد و معاون ثابت ہوں گی۔ یہ ڈکشنریاں مندرجہ ذیل ہیں۔

II نئ اردو۔ پشتو: پشتو۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ پنجابی: پنجابی۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ سندھی: سندھی۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ بلوچی: بلوچی۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ براہوی' مکرانی' شینا' سرائیکی' ہندکو وغیرہ کی الگ الگ ڈکشنریاں

جدید زبانوں کی ڈکشنریاں

نئ اردو کی جدید زبانوں کی ڈکشنریاں۔

I نئ اردو۔ عربی: عربی۔ نئ اردو ڈکشنری

I نئ اردو۔ فارسی: فارسی۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ ٹرکش: ٹرکش۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ جاپانی: جاپانی۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ چینی: چینی۔ نئ اردو ڈکشنری

III نئ اردو۔ لاطینی: لاطینی نئ اردو ڈکشنری

III نئ اردو۔ قدیم یونانی: قدیم یونانی نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو فرنچ: فرنچ۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ جرمن: جرمن۔ نئ اردو ڈکشنری

II نئ اردو۔ روسی: روسی۔ نئ اردو ڈکشنری

III نئ اردو۔ ہسپانوی: ہسپانوی۔ نئ اردو ڈکشنری

IV دوسری جدید زبانوں کی ڈکشنریاں

نئی اردو انسائیکلوپیڈیا

III نئی اردو انسائیکلوپیڈیا پاکستانہ (دس جلدیں)

II نئی اردو مختصر انسائیکلوپیڈیا پاکستانہ (دو جلدیں)

نئی اردو میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ڈکشنریاں

I سائنس ڈکشنری (فزکس اور کیمسٹری)

I معاشرتی سائنسز کی ڈکشنری

I بائیولوجیکل سائنسز کی ڈکشنری

I میڈیکل سائنسز کی ڈکشنری

I اقتصادیات کی ڈکشنری

I جغرافیہ کی ڈکشنری

I بائیوکیمسٹری کی ڈکشنری

I کمپیوٹر سائنسز کی ڈکشنری

I الیکٹرونکس کی ڈکشنری

I وٹنری سائنسز اور ڈائری فارمنگ کی ڈکشنری

I زراعتی سائنسز کی ڈکشنری

I باغبانی اور ہورٹی کلچر کی ڈکشنری

I جنگلات اور درختوں کے سائنسز کی ڈکشنریاں

I ریاضی سائنسز کی ڈکشنری

II سوشیالوجی کی ڈکشنری

II نفسیات کی ڈکشنری

II ہوم اکنومکس کی ڈکشنری

III فزکس کی ڈکشنری

III کیمسٹری کی ڈکشنری

II بائیولوجی کی ڈکشنری

II جینٹک انجینئرنگ کی ڈکشنری

III بوٹنی کی ڈکشنری

III فلکیات اور خلائی سائنسز کی ڈکشنری

III فلسفہ کی ڈکشنری

I برقیات کی ڈکشنریاں

II بحریات کی ڈکشنری

II میکانکی انجینئرنگ کی ڈکشنری

II الیکٹریکل انجینئرنگ کی ڈکشنری

II ماہی گری کی ڈکشنری۔

III سیاسیات کی ڈکشنری

III تاریخ عالم کی ڈکشنری (دو جلدوں میں)

III عالمی سیاست اور تعلقات اور ڈپلومیسی کی ڈکشنری (دو جلدوں میں)

I آبپاشی اور آبپاشی انجینئرنگ کی ڈکشنری

نئی اردو میں سائنسوں کی تواریخ

II سائنس کی تاریخ

II ٹیکنالوجی کی تاریخ (ایک جلد)

III ٹیکنالوجی کی تاریخ (تین جلدوں میں)

IV ٹیکنالوجی کی تاریخ (چھ جلدوں میں)

III فزکس کی تاریخ

III کیمسٹری کی تاریخ

II زراعت کی تاریخ

III بائیولوجی کی تاریخ

III ریاضی سائنسوں کی تاریخ

III معاشرتی سائنسوں کی تاریخ

V فلسفہ کی تاریخ

III اقتصادیات کی تاریخ

V تاریخ نویسی کی تاریخ

II اردو ادب کی تاریخ

(دو جلدوں) اس تاریخ میں اردو ادب کے ہر دور میں سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی حالات بیان کئے جائیں گے۔ یہ نئی اردو میں لکھی جائے۔

II پاکستان کی دوسری زبانوں کے ادب کی تاریخ (دو جلدوں میں)

III فارسی ادب کی تاریخ (ایران، افغانستان، تاجکستان، اور مسلم انڈیا اور پاکستان میں) (دو جلدوں میں)

III عربی ادب کی تاریخ

نئی اردو میں نقشہ جات

I دنیا کا اٹلس

I پاکستان کا اٹلس (سیاسی۔ اقتصادی، فیزیکل وغیرہ)

II یورپ / امریکہ / آسٹریلیشیا / اوشینا / انٹارٹکا کے اٹلس

I آسمانوں کا اٹلس

I سورج کا اٹلس

I چاند کا اٹلس

عالمی شہرت کی کتابوں کے تراجم

دنیائے انسانی کی تاریخ میں نامور عالموں، فلسفیوں، مفکروں، سائنسدانوں اور سکالروں نے عالمی شہرت کی کتابیں لکھی ہیں جو صدیوں سے انسانوں کے زیر مطالعہ رہیں ہیں۔ ان کی ابتدا قدیم یونان کی فلسفیوں سے ہوئی۔ ان کے بعد قرون وسطیٰ میں مسلمان مفکروں اور سکالروں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان کے بعد جدید یورپ میں سر فرانسس بیکن اور گلیلیو سے لے کر آج تک نامور سائنسدانوں، فلسفیوں، مفکروں، ناول نویسوں اور مصنفوں نے متعدد کتابیں لکھیں ہیں۔ دائرہ مرکز تنظیم کا نئی اردو ترقیاتی محکمہ ان تمام کتابوں کا یکے

بعد دیگرے ترجمہ کرے گا۔ اس ضمن میں بھی اولیت کا خیال رکھا جائے گا۔ یعنی زیادہ مشہور اور اہم کتابیں دوسری دہائی میں اور کم مشہور اور اہم کتابیں تیسری اور چوتھی دہائی میں ترجمہ اور شائع کی جائیں گی۔

اوریجنل تحقیق اور اس کے رسائل (Research Journals)

پاکستان سائنس اور ٹیکنالوجی کے معاملہ میں خاص طور پر ایک جمود زدہ ملک ہے۔ ہم اب تک اوریجنل (یعنی ماخذی) تحقیق سے کم و بیش نابلد ہیں۔ جو تھوڑی بہت بنیادی اور اطلاقی تحقیق ہوتی ہے وہ انگریزی زبان میں ہو رہی ہے اور ہمارے سائنسدان اپنے مقالے اور آرٹیکلز انگریزی میں پیش کرتے ہیں اور وہ زیادہ تر غیر ملکی انگریزی رسالوں میں چھپتے ہیں' جن سے عام پاکستانیوں کی معتدبہ اکثریت مستفید نہیں ہو سکتی۔

ہمارے ملک کی یونیورسٹیوں میں اور ان سے باہر سائنس اور ٹیکنالوجی کے اداروں اور تجربہ گاہوں میں جو بھی تحقیق ہو رہی ہے وہ ایسے مسائل پر ہوتی ہے جن کا تعلق پاکستان کے مسائل سے کم اور غیر ملکی کمپنیوں کے مسائل سے زیادہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تھوڑی بہت تحقیق جو پاکستان میں ہوتی ہے' اس کا فائدہ بھی زیادہ تر غیر ملکیوں کو ہی جاتا ہے۔ اس کا ازالہ دائرہ مرکز تنظیم کرے گی۔

دائرہ مرکز تنظیم کے تین اوپر والی سطحوں کے تمام محکمے اور ادارے اوریجنل تحقیق یعنی بنیادی اور اطلاقی تحقیق کے لئے قائم کئے جائیں گے۔ ان میں محقق' جن کو سپیشلسٹ کہا جائے گا تحقیق اور صرف تحقیق کے لئے متعین کئے جائیں گے اور یہ تمام تحقیق نئی اردو میں کریں گے اور لکھیں گے اور جو حقائق اور

نتائج اخذ کریں گے ان کو بھی صرف نئی اردو میں اپنے مقالوں اور تحقیقی کاغذات میں پیش کریں گے اور دائرہ مرکز تنظیم کے متعلقہ رسالوں میں شائع کریں گے جن کی بنیاد پر ان کو ترقی ملے گی۔

اوریجنل تحقیق کیا ہے؟ یہ ایک تخلیقی عمل ہے۔ ہر ایک علم بالعموم اور ہر ایک سائنس اور ٹیکنالوجی بالخصوص اوریجنل تحقیق کے مرہون منت ہوتے ہیں' چونکہ ان کا آغاز اور نشوونما اور ترقی اس پر منحصر ہوتی ہے۔ یہ حقیقت عام علم کی نسبت جدید سائنسوں اور ٹیکنالوجیوں پر زیادہ صادق آتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے' خواہ وہ سیاسی' معاشرتی' نظریاتی یا اقتصادی ہوں' اوریجنل تحقیق ترک کر دی جائے تو سائنس اور ٹیکنالوجی بھی انحطاط اور جمود کا شکار ہو جاتے ہیں۔ قرون وسطٰی (یعنی بارہویں صدی عیسوی) سے آج تک مسلمانوں میں سائنس اور فلسفہ کا زوال اوریجنل تحقیق کو ترک کرنے کے باعث ہوا' جو مسلم معاشرہ کے انحطاط اور جمود کی ایک اہم وجہ ثابت ہوئی۔

اوریجنل تحقیق میں سائنس دان اور محقق (Researcher) اپنے تجربے اور مشاہدے کے دوران اپنے سائنس کے مخصوص پیمانہ (Unit of measurement) کی بنا پر قدرتی' حیاتیاتی یا معاشرتی مظاہرات اور واقعات کا مطالعہ کر کے نتیجے اخذ کرتا ہے جن کو وہ ایک نئے مفروضہ یعنی ہاپو تھیس (Hypothesis) یعنی قابل تصدیق تھیوری کے طور پر پیش کرتا ہے اور پیشین گوئی کرتا ہے کہ آئندہ بھی یہ مظاہرہ یا واقعہ اسی طرح وقوع پذیر ہو گا جس طرح اس کے نتائج اس نے بیان کئے ہیں۔ اپنی تحقیق کو وہ پھر ایک مقالے

(آرٹیکل) کی صورت میں کسی تحقیقاتی رسالہ میں شائع کرتا ہے۔ تب دوسرے سائنس دان اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر اس کے مفروضے کے نتائج، شواہد اور تھیوری کو پرکھتے اور جانچتے ہیں اور اگر سچ ثابت ہوں تو ان کو قبول کرتے ہیں اور اگر غلط ثابت ہوں تو رد کر دیتے ہیں۔ اس طرح سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم میں دن بدن ترقی ہوتی ہے۔

علم طاقت ہے۔ مگر وہی علم طاقتور ہوتا ہے جو حقائق پر مبنی ہو۔ یعنی ایسے حقائق جو کوئی دوسرا شخص (سائنسدان، عالم یا مصنف) اپنے تجربہ، مشاہدہ اور اپنی عقل اور استدلال کی بنا پر تصدیق یا تردید کر سکے، جس کی پہلے اور دوسرے شخص کو پوری آزادی حاصل ہو۔ مزید بر آں، تجربہ اور مشاہدہ کی آزادی اور تصدیق یا تردید کی آزادی کو کوئی بھی شخص محدود یا ختم نہ کر سکے، خواہ وہ کتنی ہی مقبول، مشہور یا مقتدر حیثیت رکھتا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا علم مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ تردید شدہ نتائج سے بھی مزید تجربہ، مشاہدہ، سروے اور مطالعہ کی بناء پر نت نئے حقائق معلوم کئے جاتے ہیں۔ یہ ناقابل تردید ہونے کی بناء پر مسلمہ حقائق اور تھیوریاں بن جاتی ہیں اور علم میں اضافہ کرتی ہیں اور جب ان کو عمل میں لایا جاتا ہے تو وہ ٹیکنالوجی کی صورت میں طاقت کا سرچشمہ بن جاتی ہیں۔ مگر یہ سب کچھ تجربہ، مشاہدہ، مطالعہ اور تردید اور تصدیق کی آزادی سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے تحقیق کی کیوں ضرورت ہے؟ سائنس اور ٹیکنالوجی ایسے علوم ہیں جن سے انسان قدرتی، حیاتیاتی اور معاشرتی حالات اور ماحول کو نہ صرف سمجھ سکتا ہے بلکہ ان پر ایسا کنٹرول بھی حاصل کر سکتا ہے، جو اس

کی زندگی اور معاشرہ کو بہتر' زیادہ خوشحال اور طاقتور بنا سکتا ہے۔ اوریجنل تحقیق دوسرے لوگوں کے اعمالیات (یعنی عمل' ردعمل اور یا باہمی عمل) کو بھی متحرک کردیتی ہیں جو فرد اور قوم کو ترقی' خوشحال اور طاقتوری کی راہوں پر ڈال دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو قومیں سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کرتی ہیں وہ ان قوموں پر غلبہ اور کنٹرول حاصل کرلیتی ہیں اور ان کا استحصال کرتی ہیں جو ان میدانوں میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ ان کے چنگل سے نجات وہ خود سائنس اور ٹیکنالوجی میں اوریجنل تحقیق سے ہی حاصل کر سکتی ہیں۔

اوریجنل تحقیق دو قسم کی ہوتی ہے اول بنیادی تحقیق (Basic Research) اور دوسری اطلاقی تحقیق (Applied Research)۔ بنیادی تحقیق ہرایک سائنس میں اختیار کی جاتی ہے۔ دراصل وہ ہر سائنس کی ترقی اور اس کی روح رواں ہوتی ہے۔ اس سے سائنس میں نئی نئی دریافتیں ہوتی ہیں اور نئے نئے تجربات اور تھیوریاں مرتب ہوتی ہیں۔ ان کی بنا پر اطلاقی تحقیق سے مختلف صنعتی زراعتی اور دوسرے شعبوں میں نئی نئی ایجادات اور اختراعات ہوتی ہیں اور نئے نئے پیداواری آوزار' آلات اور مشینیں یعنی ٹیکنالوجیاں وجود میں آتی ہیں جو صنعتی' زراعتی اور دوسرے پیداواری ذرائع کو بڑھاتی ہیں۔ ان سے ملک میں انفرادی اور قومی پیداوار بڑھتی ہے۔ ملک میں ترقی اور خوشحالی پھیلتی ہے۔ بالفاظ دیگر بنیادی تحقیق سے سائنس اور علم میں اضافہ ہوتا ہے اور اطلاقی تحقیق سے ٹیکنالوجی میں ترقی ہوتی ہے جس سے انفرادی اور قومی دولت اور خوشحالی میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک طاقتور بنتا ہے۔ مختصر یہ کہ بنیادی اور اطلاقی

تحقیق میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اوریجنل تحقیق کے طریقے

اوریجنل تحقیق کی چار طریقے ہیں۔ اول تجربہ Experiment' دوم مشاہدہ Observation اور سوم سروے Survey اور چہارم مطالعہ

تجربہ کے لئے تجربہ گاہ اور آلات (Apparatus) کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر سائنس کی مخصوص پیائش (Measurement) کا پیانہ ہوتا ہے جس سے اس کے مظاہر کی وقوع پذیری کو ناپا جاتا ہے۔ تجربہ میں معلوم مظاہر یا عمل کو کنٹرول میں رکھا جاتا ہے اور دوسرے مظاہر کو کھلا چھوڑ کر دیکھا جاتا ہے کہ وہ کس طرح ظاہر ہوتا ہے' اور اس طرح مطلوبہ مظاہر یا عمل کو دریافت کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ قدرتی سائنسوں مثلاً فزکس اور کیمسٹری میں استعمال ہوتا ہے۔

مشاہدہ بھی تجربہ گاہ یا کھلی جگہ کیا جاتا ہے کیونکہ جن مظاہرات کی تحقیق کرنی ہے وہ انسانی کنٹرول سے باہر ہوتے ہیں اس لئے مشاہدہ کر کے ان کے عوامل اور مظاہر کو دریافت کیا جاتا ہے۔ مثلاً راکٹوں کی ایجاد سے پہلے تمام فلکی مظاہرات اور عوامل کو مشاہدے کے طریقہ سے معلوم کیا جاتا تھا یہی حال موسمیات کا تھا۔ مگر اب راکٹوں اور سیٹلائیٹس اور کمپیوٹر سے ان کا مشاہدہ بہت حد تک قابل یقین تجربہ جیسا بن ہو گیا ہے۔ حیاتیات (بائیولوجی) میں پہلے تجربے ناممکن تو نہیں مشکل ضرورت تھے اس لئے مشاہدہ کا طریقہ استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر زمانہ جدید میں خوردبین' دوسرے آلات اور کمپیوٹر کی مدد سے حیاتیات کے علوم میں تجربہ کا طریقہ بہت عام ہو گیا ہے۔ اسی طرح میڈیکل سائنسوں میں بھی تجربہ کا طریقہ

بہت عام ہو گیا ہے۔

مشاہدہ' سروے اور مطالعہ کا طریقہ زیادہ تر معاشرتی سائنسوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً نفسیات (سائیکلوجی) معاشریات (سوشیالوجی) اقتصادیات وغیرہ میں' ان تمام علوم و فنون (سائنس اور ٹیکنالوجیوں) کے لئے لائبریریاں (کتب خانے) بہت ضروری ہیں' تاکہ سائنس دانوں اور محققین کو مطلوبہ کتابیں اور رسالے دستیاب ہو سکیں۔ زمانہ حال میں ٹیکنالوجی کی ترقی سے اور خاص طور پر کمپیوٹر کی ایجاد نے تقریباً" تمام معاشرتی سائنسوں میں کم و بیش تجربہ کے طریقہ کو قابل استعمال بنا دیا ہے۔ اس کے باوجود ان سائنسوں میں مشاہدہ' سروے اور مطالعہ کے طریقہ کافی استعمال ہوتے ہیں جو کہ ان کے نتائج اور تھیوریوں کو زیادہ سے زیادہ صحیح اور پیش گویانہ بنا دیتے ہیں۔

تحقیق کا آخری مرحلہ: تصدیق یا تردید: جلد یا بدیر سائنس دان حقائق یا شواہد اور معلومات کو اپنے تحقیقی آرٹیکل کی صورت میں سائنسی رسالہ میں شائع کرتا ہے تاکہ مشتہر ہو کر دوسرے سائنس دان اور محقق اس پر اپنے تجربہ اور یا مشاہدہ سے تردید یا تصدیق کر سکیں۔ اس طرح سائنس میں نئے نئے حقائق اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور علم میں ترقی ہوتی ہے اور ٹیکنالوجی کی میدان میں نت نئی ایجادات' آلات اور مشین وجود میں آکر پیداوار میں اضافہ اور دوسرے کاموں میں آسانیاں پیدا کرتی ہیں۔

سائنس میں دو قسم کے حقائق (Facts) ہوتے ہیں' یعنی زیر بحث حقائق اور مسلمہ حقائق۔ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا' وہ حقائق جو سائنس دان نے دریافت

کیے ہوں اور جو ابھی دوسرے سائنس دانوں نے اپنے تجربہ (Experiment) یا مشاہدہ کی بناء پر تصدیق نہیں کیے' زیر بحث حقائق کہلاتے ہیں۔ مگر جب وہ نت نئے تجربوں یا مشاہدوں کے بعد تصدیق ہو جائیں تو وہ مسلمہ حقائق بن جاتے ہیں۔ وہ تھیوری جو مسلمہ حقائق پر مبنی ہو مسلمہ تھیوری ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ پانی کا مو لیکیول (Molecule) (بنیادی جزو) ہائیڈروجن کے دو ایٹم اور آکسیجن کے ایک ایٹم پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ حقیقت سارے جہان میں سچ رہتی ہے۔

سائنس بڑھتا ہوا علم ہے۔ اس میں زیر بحث حقائق جب تصدیق ہو جائیں تو مسلمہ حقائق اور تھیوریاں بنتی رہتی ہیں۔ مزید بر آں مشاہدہ کی نسبت تجربہ (Experiment) کا طریقہ زیادہ بہتر اور معتبر (Valid) علم فراہم کرتا ہے۔ دراصل سائنس دانوں کی ساری جدوجہد ایسے مسلمہ اور معتبر حقائق اور تھیوریوں کی تلاش ہوتی ہے' جن پر سائنس اور ٹیکنالوجی کے کمالات منحصر ہوتے ہیں۔

سائنس کے لئے تحقیق (یعنی تجربہ' مشاہدہ اور سروے کے طریقے) لازمی شے ہوتی ہے۔ دراصل تحقیق سائنس کی روح ہے اور آزادی تحقیق سائنس کی روح رواں۔ اگر کوئی شخص' قانون یا آئیڈیالوجی اس آزادی کو محدود یا ختم کرے گا تو سائنس بھی مفلوج اور ختم ہو جائے گا۔

تحقیقاتی طریقوں کی سائنسی نوعیت: ہم نے اوپر چار تحقیقاتی طریقے بیان کیے ہیں۔ ان میں ہر ایک کی سائنسی نوعیت اور افادیت مختلف ہوتی ہے' جو تحقیق

کرنے کی ٹیکنالوجی کی ترقی کے باعث بدلتی رہتی ہے۔

ان میں تجربہ (Experiment) کا طریقہ سب سے اہم اور موثر ترین طریقہ ہے۔ اس سے ایسے نتائج اور حقائق (Facts) حاصل ہوتے ہیں اور ان کی بنیاد پر ایسی تھیوریاں مرتب ہوتی ہیں جن میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ قطعی سائنس یا Exact Seicnes کہلاتے ہیں یہ سخت سائنسز (Hard Sciances) بھی کہلاتے ہیں۔ ان میں فزکس (Physics) اور کیمسٹری (Chemistry) سرفہرست ہیں۔ اگر ان کے علاوہ ریاضی (Mathematics) اور منطق (Logic) بھی اس زمرے میں آتے ہیں۔ مگر یہ تجرباتی نہیں بلکہ قیاسی (Speculative) سائنسز ہیں۔

مشاہدہ بھی سائنٹفک تحقیقاتی طریقہ ہے۔ اگر احتیاط اور غور سے مشاہدہ کیا جائے تو اس طریقے سے بھی بہت حد تک قابل اعتبار (Valid) نتائج اور حقائق اخذ کئے جاسکتے ہیں۔ تاہم اگر ایسا نہ کیا گیا ہو' تو مشاہدہ کرنے والے محقق کی اپنی داخلی کیفیت' رجحان اور تعصب (Bias) اثرانداز ہوکر مشاہدہ کے نتائج اور حقائق کو مسخ کرسکتے ہیں۔ اس وجہ سے اس طریقہ تحقیق سے حاصل شدہ نظریات اور تھیوریوں میں شک و شبہ کی گنجائش بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان سائنسز کو غیر قطعی سائنسز (Inexact Sciences) کہا جاتا ہے یہی حال سروے اور مطالعہ کے طریقوں اور ان کی سائنسز کا ہے۔

تحقیقاتی ٹیکنالوجی کی ترقی اور سائنسی قطعیت: سائنس کی ترقی تین عوامل پر منحصر ہوتی ہے۔ اول' محقق کی تخلیقی صلاحیت' دوم' ایسا معاشرہ جس میں

سائنٹفک اقدار' رویے اور ماحول پائے جائیں اور سوم تحقیق کرنے کے آلات' ذرائع اور دوسری ٹیکنالوجیوں میں ترقی ہے جو تحقیقاتی عوامل میں سب سے اہم رول ادا کرتی ہے۔

درحقیقت تمام سائنسوں کے انکشافات کا انحصار تحقیقاتی ٹیکنالوجی کی ترقی پر ہوتا ہے اس لئے اس ترقی کے باعث غیر قطعی سائنس (Inexact Science) بھی قطعی سائنس بننے لگتے ہیں۔ بالفاظ دیگر سائنس کی نتائج اور حقائق کا یا قابل اعتبار (Valid) ناقابل اعتبار ہونے کا انحصار ان آلات' اوزار اور مشینوں پر ہوتا ہے جن کے ذریعے وہ حاصل کئے گئے ہیں۔ یہ حقیقت ٹیکنالوجی کی تاریخ سے صاف عیاں ہے۔ مثالیں لاتعداد ہیں مگر ہم صرف دو کا ذکر کریں گے۔ دوربین کی ایجاد نے فلکیاتی مشاہدہ کو کافی حد تک قابل یقین بنادیا جس کی مدد سے گلیلیو اور نیوٹن نے کئی فلکیاتی دریافتیں اور قوانین وضع کئے۔ زمانہ حال میں راکٹوں' خلائی جہازوں وغیرہ کی ایجاد نے فلکیاتی مشاہدہ کو تجربہ (Experimant) کا درجہ دے دیا۔ اسی طرح خوردبین کی ایجاد نے زمانہ جدید کے حیاتیاتی سائنسز (Biological Scinces) کو جنم دیا۔ آج کل کے الیکٹرونکس اور کمپیوٹر ایجادات نے سائنسی دنیا میں انقلاب برپا کردیا۔ ان سے نہ صرف تجربے کے طریقے کو بلکہ مشاہدہ' سروے اور مطالعہ کے طریقوں کو زیادہ سے زیادہ صحیح اور قابل اعتبار نتائج اور حقائق حاصل کرنے کے طریقے بنادیا ہے۔ اس وجہ سے یہ طریقے بھی اس تجرباتی طریقے (Experimental Method) کے لگ بھگ قطعی (Exact) بنتے جارہے ہیں۔ کیونکہ ان

انقلابی ٹیکنالوجیوں سے حاصل کردہ معلومات بھی زیادہ سے زیادہ قابل یقین بن گئے ہیں۔ مگر اس انقلاب میں ٹھہراؤ نہیں۔ وجہ یہ کہ الیکٹرونکس اور کمپیوٹر جیسی ہائی ٹیکنالوجیوں میں تقریباً" ہرروز اضافہ ہورہا ہے اور سائنسی تحقیق کے لئے نت نئے آلات' ازار اور مشینیں ایجاد ہورہی ہیں جن سے حاصل شدہ معلومات اور حقائق اور تھیوریاں زیادہ سے زیادہ قابل یقین اور صحیح ہورہی ہیں۔ لہٰذا جو سائنس مشاہدہ' سروے اور مطالعہ پر مبنی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ قطعی سائنس (Exact Scences) بن رہے ہیں ان میں فلکیات اور دوسرے خلائی سائنسز سرفہرست ہیں ان کے علاوہ معاشرتی سائنسز مثلاً اقتصادیات' معاشریات اور نفسیات وغیرہ کے سائنس بھی بہت حد تک قطعی (Exact) سائنس بن گئے ہیں۔ یہی حال سیاسیات کے سائنس کا ہے۔ ان میں سب سے کم قطعی سائنس تاریخ کا سائنس ہے' کیونکہ اس کے مطالعہ کے طریقے میں الیکٹرونکس اور کمپیوٹر کا عمل دخل بہت کم ہوتا ہے۔

نئی تحقیقاتی ٹیکنالوجی کی ابتدا : نئے تحقیقاتی آلات اور طور طریقے' جو نئی تحقیقاتی ٹیکنالوجی کی ابتدا ہوتے ہیں' ایسے تحقیقاتی سائنسدان یا محقق کے ذہن' فکر یا تخیل کی پیداوار ہوتے ہیں جس نے اپنے تجربے' مشاہدہ' سروے یا مطالعہ کے دوران محسوس کیا کہ موجودہ آلات یا طریقوں سے وہ خاطر خواہ نتائج حاصل نہیں کررہے۔ تب وہ یا تو کوئی نیا آلہ یا نیا طریقہ اختراع کرتا ہے اور بیان کرتا ہے۔ اس طرح وہ یا تو سائنس میں نیا اضافہ کرتا ہے یا سائنس کی کسی نئی شاخ کی داغ بیل ڈال دیتا ہے اور ساتھ ہی نئی تحقیقاتی ٹیکنالوجی کی بھی ابتدا کردیتا ہے۔ بعدازاں

مزید تحقیقات سے ایک بالکل نئی تحقیقاتی ٹیکنالوجی اور شاید ایک نیا سائنسی ڈسپلن (Diseipline) یا شاخ وجود میں آجاتی ہے۔

سائنس کے علم میں ٹھہراؤ نہیں۔ اس کی تھیوریاں یا نظریات ابدی نہیں ہوتیں۔ نئی نئی معلومات اور تھیوریوں میں اضافہ ہو کر سائنسی علم میں جو فروغ اور ترقی ہوتی ہے وہ اس کی صورت کو بدلتی رہتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک اور عمل بھی ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بعض تسلیم شدہ سائنسی حقائق اور تھیوریاں کچھ مدت کے بعد اور بعض اوقات لمبی مدت کے بعد مزید تجربات یا مشاہدات کی روشنی میں قطعاً" یا کچھ حد تک غلط ثابت ہو سکتی ہیں۔ قطعاً" غلط ہونے کی صورت میں اس کو بالکل ترک کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ نئی دریافت یا تھیوری کو صحیح تسلیم کر لیا جاتا ہے' جبکہ کچھ حد تک غلط ہونے کی صورت میں اس کی ترمیم کر کے دوبارہ صحیح کر لیا جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ وقت کے رحم و کرم پر ہوتا ہے کیونکہ سائنس میں کوئی آخری حقیقت نہیں ہوتی۔ صرف ایسی سچائی ہوتی ہے جس کو موجودہ علم نے پیدا کی ہے اور جو اس ملک قوم اور معاشرہ کی خوشحالی' بقاء اور سلامتی کے لئے مفید اور کارگر ثابت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جمود زدہ معاشرہ جو اوریجنل تحقیق کی صلاحیتوں سے محروم ہوتا ہے۔ وہ سائنس کے فائدوں اور کارگریوں سے بھی محروم ہوتا ہے اور اپنی ترقی اور خوشحالی' بقاء اور سلامتی کے لئے ترقی یافتہ ملکوں اور معاشروں کی دستگیری کا طلب گار اور ان کے سائنس اور ٹیکنالوجی کا محتاج ہوتا ہے۔

انگریزی میں ریسرچ کے باوجود ہم اوریجنل تحقیق کے لحاظ سے ایک

پسماندہ قوم ہیں۔ ایک تخمینہ کے مطابق پاکستان میں ایم۔ اے اور ایم ایس سی کلاسوں میں تقریباً آٹھ ہزار طلباء و طالبات ہیں' جبکہ پی ایچ ڈی میں صرف گیارہ سو رہ جاتے ہیں اور ان میں تقریباً تیس پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں انڈیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں دو ہزار طلبہ و طالبات پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ ان کا منصوبہ ہے کہ جلد اس تعداد کو پندرہ ہزار تک پہنچا دیا جائے۔ دراصل پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے اعلیٰ درسگاہوں میں طلباء و طالبات تحقیق کی بجائے صرف ڈگری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں اعلیٰ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کی بدحالی کے بارے میں ورلڈ بنک نے 1989ء میں لکھا کہ "ایک پاکستانی ایم اے اور ایم ایس سی لیاقت کے لحاظ سے سکنڈری سکول کے ڈپلومہ یافتہ کے برابر ہوتا ہے"

تحقیقاتی رسائل کی اہمیت

ہم نے اوپر متعدد کتابوں کے حوالے دیا ہے جو سائنس اور ٹیکنالوجی کے عالموں اور سکالروں کے لئے بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ تاہم کتابوں کی ایک مجبوری ہوتی ہے۔ ان میں زیادہ تر مسلمہ اور تصدیق شدہ نظریات' رائے اور تھیوریاں بیان کی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کتابیں تحقیقاتی ضروریات کے لحاظ سے زیادہ مفید نہیں ہوتیں۔ ان کے برعکس تحقیقاتی رسالے زیادہ اہم اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔ ان میں تازہ تحقیقاتی مواد تحقیقاتی پیپرز (Research Papers) یا مقالوں کی صورت میں ملتا ہے۔ دراصل تحقیقاتی رسائل تحقیق کے نئے نئے حقائق' دریافتوں اور ایجادوں کا ذکر کرتے ہیں جو حال ہی میں حاصل

ہوئے ہیں۔ اور ابھی زیادہ تر زیر بحث ہوتے ہیں۔ لہٰذا کتابوں کی اہمیت اپنی جگہ، مگر اوریجنل تحقیق کے لئے تحقیقاتی رسائل کی اہمیت زیادہ اور اشد ہوتی ہے۔

پاکستان میں سائنسی اور ٹیکنالوجیکل تحقیق کی کمی اور پسماندگی کی بڑی وجہ ہمارے سائنس دانوں عالموں اور محققوں کی کاہلی اور لاپرواہی ہے جس کے باعث ہمارے ملک میں تحقیقاتی رسائل کا فقدان ہے۔

سائنسی اور تکنیکی ترقی کی اشد ضرورت کے پیش نظر دائرہ مرکز تنظیم کے تمام محکمے اور ادارے اور ان کی شاخیں اپنے اپنے سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے اپنے اپنے تحقیقاتی رسالے شائع کریں گے جو سب نئی اردو میں شائع ہوں گے۔ ان میں ان کے سائنس دان اور محقق جو زیادہ تر سپیشلسٹ ہوں گے اپنی اپنی تحقیق کے نتائج، حقائق اور معلومات بطور تحقیقاتی کاغذات (Pesearch Papers) شائع کرکے دوسرے سائنس دانوں اور محققوں کو تصدیق یا تردید کرنے کے لئے پیش کریں گے، اس طرح وہ سب سائنس اور ٹیکنالوجی کے ترقی اور فروغ میں کلیدی رول ادا کریں گے۔ ہم ذیل میں ان چند رسائل کے نام درج کریں گے، جو دائرہ مرکز تنظیم کے تحقیقاتی محکمے اور دائرے شائع کریں گے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے مذکورۂ بالا میری انگریزی کی کتاب کے صفحات 126تا128)

رسالہ کیمسٹری[1]

1- میں نے کیمسٹری کے رسالہ کا نام لکھا ہے۔ دراصل آج کل کیمسٹری کے سائنس کی ایک

رسالہ فزکس

رسالہ زراعت

رسالہ زرعی اقتصادیات

رسالہ زرعی انجینئرنگ

رسالہ خلائی سائنسز

رسالہ پودہ حفاظت اور ٹشو کلچر

رسالہ ہورٹی کلچر اور باغبانی

رسالہ جنگلات اور جنگلاتی سائنس

رسالہ پھولوں کی کاشت اور پرورش

رسالہ آبپاشی نظام

رسالہ صحت اور ہائجین

رسالہ غذا و غذائیت

رسالہ صحت کی تعلیم اور ہیلتھ کیئر

رسالہ ماں اور بچہ کیئر

رسالہ تعلیم و تدریس نسواں

رسالہ اقتصادیات

درجن سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں ہر ایک شاخ کا اپنا تحقیقاتی رسالہ ہوتا ہے۔ مگر یہ کام دائرہ مرکز تنظیم کے تحقیقاتی محکمے اور ادارے کریں گے۔ میرا مقصد صرف تحقیقاتی رسالوں کا حوالہ دے کر ان کی اہمیت کو نمایاں کرنا ہے۔ جب یہ محکمے اور ادارے قائم ہو جائیں گے تو ان کے سائنس دان اور محقق اپنے اپنے سائنس اور ٹیکنالوجی کی شاخوں کے رسالوں کو شائع کریں گے۔

رسالہ کردار سازی اور اخلاقیات

رسالہ نفسیات

رسالہ فلسفہ

رسالہ جغرافیہ

قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں کا مختصر کورس: سائنس دانوں اور محقق کو اپنے مشاہدوں' سروے اور مطالعہ کے نتائج' حقائق اور تھیوریاں تو بیان کرنے کے لئے سائنسی اصطلاحات کی ضرورت ہوتی ہے مگر اردو میں اور اس کے دو اہم ماخذ زبانوں' عربی اور فارسی میں ان کا فقدان ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بین الاقوامی دنیا میں یہ اصطلاحات اکثر و بیشتر قدیم یونانی اور لاطینی زبانوں سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ دائرہ مرکز تنظیم کے کارکن اور محققین بھی ان زبانوں سے استفادہ کریں گے اس مقصد کو کماحقہ طور پر پورا کرنے کے لئے نئی اردو تحقیقاتی اور ترقیاتی بورڈ قدیم یونانی اور لاطینی زبان کی تعلیم کے لئے چھ ماہ کا مختصر کورس شروع کرے گا۔ اس کورس میں ان الفاظ اصلاحات اور محاوروں اور تراکیب پر خاص زور دیا جائے جو مختلف سائنسوں اور ٹیکنالوجیوں میں استعمال ہوتے ہیں اور جن کو اختراع کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ یہ کورس دائرہ مرکز تنظیم کے سوہشلسٹوں اور نائب سوہشلسٹوں کے لئے لازمی ہو گا۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے عوامی میگزین (Magazines): سائنس کی صحیح ترقی کو ممکن بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم اور شوق تعلیم یافتہ طبقوں سے نکل کر عوام تک پھیلایا جائے۔ اس سے عوام میں سائنسی سوچ اور

طرزِ فکر، سائنسی رویے اور عادات پیدا ہوتی ہیں۔ اور سائنس اور منطقی طرزِ فکر کی اقدار کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا عوام میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے ایسے میگزین شائع کئے جائیں گے جو عام فہم اور آسان نئی اردو میں سائنسی تجربے، دریافتیں اور تھیوریوں کو بیان کریں گے اور عوامی دلچسپی اور ان کے روزمرہ کی زندگی کے مسائل اور معاملات کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی روشنی میں پیش کریں گے۔ علاوہ ازیں وہ عظیم سائنس دانوں، موجدوں اور سکالروں کی زندگی کے حالات، خیالات اور کمالات، دریافتوں اور ایجادات کو دلچسپ پیرائے میں اور باتصویر طور پر پیش کریں گے۔ ان مقاصد کے لئے قومی مرکز کے نئی اردو بورڈ اور اشاعت کمیٹی دائرہ مرکز تنظیم کے تمام تحقیقاتی محکموں اور اداروں کے سائنس دانوں اور محققوں کی مدد سے نئی اردو میں مندرجہ ذیل ماہانہ میگزین شائع کرے گی۔

1- دریافتیں۔ اس رسالہ میں سائنس کی دریافتیں، کمالات اور تھیوریوں کے بارے میں مضامین اور آرٹیکلز شائع ہوں گے۔

2- ایجادات۔ اس رسالہ میں مختلف ٹیکنالوجیوں کی ایجادات اور اختراعات کے متعلق مضامین اور آرٹیکلز شائع ہوں گے۔

3- صنعتی مشینیں اور اوزار

4- زرعی مشینیں اور اوزار

5- ٹرانسپورٹ کے ذرائع اور مشینیں

6- الیکٹرونکس

7- کمپیوٹرز

دو تین دہائیوں کے بعد ہر ایک سائنس اور ٹیکنالوجی کی شاخ اور صنعت و حرفت کے عوامی میگزین شائع کئے جائیں گے۔

نئی اردو اخبارات : صحافت کے میدان میں بھی پاکستان میں قومی سوچ کی تقسیم اور دوئی ملتی ہیں۔ اس میں بھی علم اور معلومات (Information) کا دہرا نظام پایا جاتا ہے۔ ایک طرف انگریزی اخبارات اور رسالوں میں جن کو تقریباً 20 فیصد انگریزی تعلیم یافتہ پاکستانی پڑھتے ہیں۔ ان میں زیادہ معلوماتی، معقول (Rational) زیادہ سائنٹیفک اور ترقی پسندانہ آرٹیکلز اور مضامین چھپتے ہیں۔ دوسری طرف اردو اخبارات اور رسالے ہیں جن کو پاکستان کی بیشتر آبادی پڑھتی ہے، مگر ان میں زیادہ تر سیاسی تنازعات کے مضامین، معاشرتی، فرقہ وارانہ اور خاندانی جھگڑے اور سنسنی خیز قتل و غارت کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ جبکہ معلوماتی اور سائنٹیفک آرٹیکلز بہت کم شائع ہوتے ہیں۔

نئی اردو کی صحافت انگریزی صحافت کی خوبیوں کی حامل اور اردو صحافت کی لغتی محدودیت سے پاک ہوگی۔ چونکہ مجموعہ الفاظ و اصطلاحات اور تصوراتی اظہار کی وسعت کے لحاظ سے نئی اردو انگریزی کی ہم پلہ زبان ہوگی، لہٰذا اس میں جدید سائنٹیفک، معقول اور ترقی پسندانہ آرٹیکلز اور مضامین شائع ہوں گے۔ اگر نئی اردو اخبارات میں سیاسی، معاشرتی اور خاندانی تنازعات کی خبریں شائع بھی ہوں گی تو ان عوامل کا تجزیہ بھی بیان کیا جائے گا جو ایسے افسوسناک واقعات کے باعث ہوتے ہیں تاکہ اخبار پڑھنے والوں کے قومی معاشرتی اور اخلاقی شعور کو

اجاگر کر کے ان کا سدباب بھی کیا جائے۔ نئی اردو اخبارات اور رسائل کی اشاعت کا اجراء نئی اردو کے حامی پاکستانی کریں گے۔ ان کے علاوہ دائرہ مرکز تنظیم کے اشاعتی ادارے بھی اس کے قیام کے بعد ان کی اشاعت شروع کریں گے۔ اس طرح نئی اردو صحافت انگریزی اور اردو صحافت کی دوئی اور طبقاتی تقسیم کو ختم کر کے قومی اتحاد اور شعوری یکجہتی پیدا کرے گی۔

نئی اردو کے انقلاب انگیز فوائد

آج کل کی چیلنج بھری دنیا اور نئی اردو: ترقی یافتہ ممالک اپنی فوجی تیاریوں کے علاوہ دو اور اہم طریقوں سے پاکستان اور تیسری دنیا کے دوسرے پس ماندہ ملکوں پر اپنی ترقی کا چیلنج مسلط کر رہے ہیں۔ اول تو وہ اپنے سائنس کی دریافتوں اور ٹیکنالوجی کی ایجادات کے ذریعے ان ملکوں کے لئے طرح طرح کے حالات اور خطرات پیدا کر رہے ہیں۔ دوم' وہ اپنی ترقی یافتہ صنعت و حرفت کی روزافزوں مصنوعات کے ذریعے ان پس ماندہ ملکوں کی صنعت اور معیشت کو گلا کاٹ مقابلے سے دوچار کر رہے ہیں۔ مگر پس ماندہ ممالک نہ تو ان ملکوں کے سائنس اور ٹیکنالوجی کی پیش رفت کو اور ان کی صنعت پیداوار کے دباؤ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس ہمہ گھر چیلنج کا مقابلہ پاکستانی قوم صرف اور صرف سائنس اور ٹیکنالوجی کی اپنی خود مختار اور مسلسل ترقی سے کر سکتی ہے جو ہماری صنعتی ترقی کے لئے پہلی شرط ہے۔ مگر اس کے لئے علم و ہنر کی ترقی اور ایک سائنسی اور ٹیکنیکی زبان ہونا لازم و ملزوم شے ہیں۔

موجودہ اردو اپنی لغتی کم مائیگی، صرفی نقائص اور فارسی رسم الخط کی کمزوریوں کے باعث یہ اہم قومی فریضہ پورکرنے کے نااہل ہے، جیسا کہ ہم نے گزشتہ ابواب میں واضح کیا ہے۔ اس کے برعکس انگریزی زبان اس چیلنج کا مقابلہ کر سکتی ہے اور ہماری قوم کے انگریزی دان طبقے اس کو ہر طرح سے استعمال کر کے اس کوشش میں مشغول ہیں۔ مگر یہ واجبی سی کوشش ہے۔ ہمارے انگریزی دان طبقے ترقی یافتہ ممالک کی علمی، سائنسی، تکنیکی اور صنعتی ترقی اور کمالات (Achievements) کی تھوڑی بہت نقل تو کر لیتے ہیں، مگر وہ کسی شعبے میں بھی عالمی معیار کے امتیازی کمالات حاصل نہیں کر پاتے، جن ہی سے اس چیلنج کا صحیح اور موثر مداوا ہو سکتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ گو ہم پاکستانیوں نے انگریزی کو پوری طرح اپنایا ہوا ہے، مگر اس کے باوجود ہمیں اس پر تخلیقی عبور حاصل نہیں۔ اس کا ثبوت اس حقیقت میں ملتا ہے کہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے انگریزی میں تعلیم و تربیت اور کام کرنے کے باوجود ہمارے انگریزی دان سکالر، سائنس دان، انجینئر، ڈاکٹر، پروفیسر اور دوسرے اہل علم و فن آج تک وہ کمالات حاصل نہیں کر سکے جو ان کے انگریز اور امریکی ہم عصر کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس صورتحال میں نئی اردو ہی ایسی زبان ہے جو پاکستانی قوم کو آج کی چیلنج بھری دنیا کا کماحقہ طور پر مقابلہ کرنے کی صلاحیت کی حامل ہے۔ یہ مقابلہ نئی اردو اپنی انقلاب انگیز ترقیات (Revolutionising Developments) کے ذریعے کرے گی۔ تاہم استعمال اور وقت کے ساتھ نئی اردو جتنی زیادہ ڈویلپ ہوگی اس کی عالمگیر چیلنجوں کا جواب دینے کی صلاحیت

اتنی ہی زیادہ بڑھے گی۔

دائرہ مرکز تنظیم کے سپیشلسٹ (محقق) اور دوسرے علمی اور سائنسی اداروں اور محکموں کے سائنسدانوں اور محققین اپنے تحقیقاتی مقالے اور آرٹیکلز متذکرہ بالا رسالوں اور کتابوں میں نئی اردو میں شائع کیا کریں گے۔ ان سے نہ صرف علمی اور سائنسی بحث و مباحثہ شروع ہو گا بلکہ قوم میں علمی اور سائنسی فضا بھی پیدا ہو گی۔ یہ فضا پاکستان کے کل عوام پر اثر انداز ہو گی۔ ان میں سائنسی علوم کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گا اور علمی اور سائنسی رویئے' عادات' طرز فکر اور اقدار فروغ پائیں گے اور سائنسی شعور پیدا ہو گا' جو ملک میں صحیح طور پر صنعتی اور زرعی انقلاب برپا کرے گا۔ جو اب تک ترقی یافتہ ملکوں کی سائنسی دریافتوں اور ٹیکنالوجیکل ترقی اور آلات کا مرہون منت رہا ہے۔ نئی اردو نہ صرف خواندگی کی شرح کو بڑھا دے گی' بلکہ ترقی یافتہ زبان ہونے کی وجہ سے علم حاصل کرنے کے عمل کو بھی تیز تر اور زیادہ کارگر بنا دے گی۔ اس کی وجہ سے پاکستان کا علمی معیار بہت بلند ہو جائے گا۔ یہ تمام انقلابی تبدیلیاں نئی اردو کی برکت سے جنم لیں گی۔

نئی اردو کے نفاذ سے پاکستان میں قومی اتحاد اور یکجہتی پیدا ہو گی۔ اس سے قومی شعور میں انگریزی دان اور غیر انگریزی دان طبقوں کی وہ دوئی اور بے راہ روی ختم ہو جائے گی جو انگریزی کے غلبہ نے پیدا کی ہے۔ ساری قوم ایک مشترکہ زبان میں مساویانہ انداز سے سوچے گی اور عمل کرے گی۔

نئی اردو ہم پاکستانیوں میں ایک اور انقلاب انگیز تبدیلی لائے گی۔ اب تک

ہم نہ صرف اقتصادی طور پر مغرب کے محتاج ہیں' بلکہ نظری اور تعقلی (intellectual) طور پر بھی ہم مغرب کے دست نگر ہیں۔ ہماری تمام سوچ' ہمارے تمام نظریات' سائنسی تھیوریاں اور فلسفے ہم نے مغرب سے حاصل کئے ہیں۔ مگر نئی اردو اور اوریجنل تحقیق ہمیں اس غلامی سے نجات دلائیں گے۔ گو ہم مغرب کے علمی کمالات' سائنسی تھیوریوں اور فلسفے پر بدستور پورا پورا عبور حاصل کریں گے' لیکن نئی اردو اور اوریجنل تحقیق اور سوچ کی بناء پر ہم اپنے نظریات' سائنسی تھیوریاں علمی کمالات اور فلسفے خود ڈویلپ کریں گے' اور من حیث القوم ہم آزادانہ تحقیق اور خود مختارانہ تفکر (Independent Thinking) کی عادات اور صلاحیتیں پیدا کریں گے۔ دراصل نئی اردو اپنی تحقیقاتی اور دوسری مطبوعات کے ذریعے پاکستانی قوم کو اکیسویں صدی اور بعد کے ادوار کی سائنس اور ٹیکنالوجی کی ہنگامہ خیز اور بعض خطرناک ترقیات کے لئے تیار کرے گی۔ اس طرح نئی اردو کی یہ انقلاب انگیزیاں پاکستان میں اصلی اور حقیقی قومی آزادی کی بنیاد ڈالیں گی۔

نئی اردو میں سائنسی' ٹیکنیکل اور تفکری ترقی اور خود مختاری کا ایک بڑا فائدہ ملک کو کروڑوں روپے کے زرمبادلہ کی بچت کی صورت میں ہو گا جو ہم انگلستان' امریکہ وغیرہ سے انگریزی کی نصابی اور عام (general) کتابوں اور رسالوں کی درآمد پر خرچ کرتے ہیں۔

تاہم یہ انقلابات انگیزیاں تبھی ممکن ہوں گی جب حکومت پاکستان دائرہ تنظیم کو قانون کے ذریعے قائم کرنے اور اپنے سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹی میں نئی

اردو کو ذریعہ تعلیم اختیار کرنے اور اپنے تحقیقاتی اداروں اور محکموں میں دفتری زبان اپنانے کی اجازت دے گی۔ بعدازاں دائرہ مرکز تنظیم کی نئی اردو کی کامیابیوں سے متاثر ہو کر سرکاری و غیر سرکاری ادارے، محکمے اور دفاتر بھی اس کو دفتری زبان کے طور پر اپنا لیں گے۔ اس تبدیلی کے ساتھ انگریزی زبان کے غلبہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ ابتدا میں موجودہ اردو ہی قومی زبان رہے گی، مگر رفتہ رفتہ نئی اردو کی علمی، تفکری، تعقلی اور سائنسی خوبیوں اور صلاحیتوں اور اس کی انقلاب انگیز کامیابیوں کی بناء پر یہ پاکستان کے کونے کونے میں پھیل جائے گی اور پھر یہ پرانی اردو کی جگہ لے لے گی۔ تب پرانی اردو پاکستان میں ایک ادبی اور مذہبی تصانیف کی زبان کے طور پر باقی رہ جائے گی۔ مگر یہ علمی، تفکری، تعقلی، ٹیکنالوجیکل اور سائنسی انقلاب انگیزیاں دائرہ مرکز تنظیم کے قیام کے بعد دو تین نسلوں کے دوران ہی واقع ہو سکیں گی۔

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے مگر قومی زندگی کے تمام محکموں اور شعبوں میں خواہ سرکاری ہوں یا نجی انگریزی زبان استعمال ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ تعلیمی شعبے میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بعد اب سکولوں میں بھی انگلش میڈیم کی مقبولیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس صورت حال میں کیا پاکستانی قوم انگریزی زبان کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور غلبہ سے نجات حاصل کر سکتی ہے اور قومی زندگی میں اردو کو اس کا مقام دے سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انگریزی کے مقابلے میں اردو میں کئی قسم کے نقائص اور خامیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً اس کا مجموعہ الفاظ و اصطلاحات محدود ہے۔ لفظ سازی کا حرفی طریقہ ناقص اور اس کا فارسی رسم الخط ناکارہ ہے۔

لہٰذا انگریزی کے غلبہ سے چھٹکارہ پانے کا صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اردو کو ایسی جامعہ اور متحرک زبان بنایا جائے جو اس کے نقائص اور خامیوں سے پاک ہو اور پھر قومی زندگی کے ہر شعبے میں انگریزی کی جگہ لے سکے۔ ایسی زبان کو ہم نے نئی اردو کے نام سے موسوم کیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اردو میں موجود نقائص اور خامیاں کیوں اور کیسے پیدا ہوئیں؟ نئی اردو ان سے کس طرح پاک ہوگی؟ یہ کیسے انگریزی کی ہم پلہ زبان بن جائے گی؟ اس کتاب میں ہم نے ان اور ایسے سوالوں کے جواب پیش کئے ہیں۔ اردو کے فارسی رسم الخط کے نقائص بیان کیے ہیں اور اس کے بجائے نئی اردو کیلئے لاطینی رسم الخط تجویز کیا ہے اور ایک ایسا قاعدہ بھی تجویز کیا ہے جو نئی اردو کو ترقی دے گا۔

بُک لینڈ 17 اُردُو بازار لاہور